

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ نزل احسن الحدیث (القرآن)



حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ

حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ

مرکزی جمعیۃ اہل حدیث پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

اہلِ حدیث

لاہور

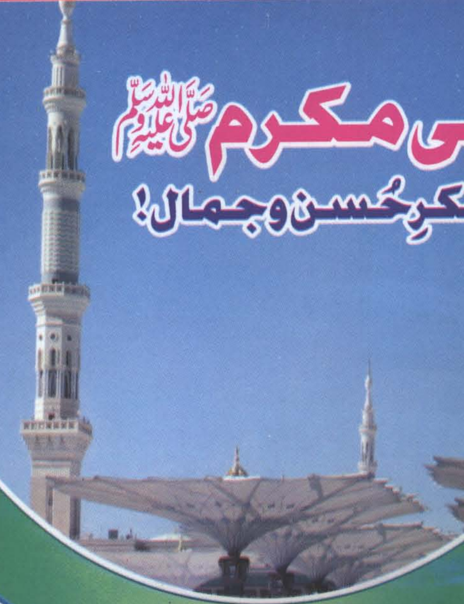
مسلک اہل حدیث کا داعی

جلد: 45 — ۶ تا ۱۲ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ — 10 تا 16 جنوری 2014ء — شمارہ: 2



بعثتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

عالمِ انسانیت کے لیے باعثِ رحمت!



نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم

پیکرِ حُسن و جمال!

نظریۂ پاکستان کو اُجاگر کرنے کی ضرورت کیوں؟

مروجہ عیسوی کیلنڈر

کی حقیقت

تاریخ کے آئینہ میں؟



قرآن و سنت کی روشنی میں

- لمبے ناخن رکھنا......؟؟
- کبوتر اور تیتر بازی......؟؟
- کیرم بورڈ اور لڈو کھیلنا......؟؟

حافظ عبدالحمید ازہر رحمہ اللہ

درس قرآن

﴿وإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾

”اور ہم صرف تجھ سے مدد مانگتے ہیں۔“

اياك نعبد (ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں) میں توحید عبادت کا اقرار ہے اور اس کی شہادت اور اياك نستعين اس کی تکمیل بھی ہے اور اس کا عملی مظاہرہ بھی۔ مدد مانگنا دستِ دعا دراز کرنا، اسی کے آگے برحق ہے جو معبود برحق ہے۔ اس لئے کہ عبادت اسی کی برحق ہے جو مالک ہے تمام ذوات کا اور جو متصرف ہے ساری کائنات میں اور ساری ممکنات میں اور ان کے تمام احوال میں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مشرک باپ کو نکتہ توحید سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے یہی دلیل دی تھی اور فرمایا تھا:

﴿یا بت لم تعبد.......... شیئا﴾ (مریم:۴۲)

”ابا آپ ایسی چیزوں کی عبادت کیوں کرتے ہیں جو نہ سنیں نہ دیکھیں اور نہ آپ کے کچھ کام آسکیں۔“

اور حضور ختم المرسلین ﷺ کو بھی قرآن حکیم نے یہی دلیل تلقین فرمائی تا کہ بنی اسرائیل غیر اللہ کی عبادت سے باز آسکیں، چنانچہ فرمایا:

﴿قل أ تعبدون من دون الله...... السميع العليم﴾ (المائدة:٧٦)

”(اے محمد ﷺ، عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی عبادت کرنے والوں سے) کہہ دو کہ تم اللہ کے سوا ایسی ہستیوں کو معبود کیوں سمجھتے ہو جنہیں تمہارے نفع اور نقصان کا کچھ بھی اختیار نہیں اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے۔“

اور دعا و استعانت بھی اسی سے برحق ہے جو مالک حقیقی ہے، ذوات کا بھی اور حالات کا بھی۔ چنانچہ عبادت بھی صرف اسی کا حق ہے کسی اور کی عبادت کرنا شرک اور ظلم عظیم یعنی ناقابل معافی جرم ہے اسی طرح کسی اور سے استعانت کرنا بھی شرک اور ظلم عظیم ہے۔

دین اسلام اور قرآن حکیم کی تعلیمات اس سلسلے میں بہت واضح ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:
”اے محمد ﷺ اعلان کر دو، لوگو! اگر تمہیں میرے دین کے بارے میں کسی قسم کا شک ہے تو سن لو کہ میں ان کی عبادت نہیں کرتا جن کی اللہ کے سوا تم عبادت کرتے ہو، میں تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری روحیں قبض کرتا ہے اور مجھے یہی حکم ہے کہ میں ایمان لانے والوں میں رہوں اور یہ کہ یکسو ہو کر دین اسلام کی پیروی کئے جاؤں اور مشرکوں میں سے ہرگز نہ ہونا اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کو نہ پکارنا جو تمہارا کچھ بھلا کر سکے اور نہ تمہارا کچھ بگاڑ سکے۔ اگر ایسا کرو گے تو ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔ اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر تم سے بھلائی چاہے تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا فائدہ پہنچاتا ہے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی حفظہ اللہ

درس حدیث

حسد کے نقصانات

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ((اياكم والحسد فان الحسد ياكل الحسنات كما تأكل النار الحطب)) (رواه ابوداؤد و ابن ماجه)

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے آپ کو حسد سے بچاؤ اس لئے کہ حسد نیکیوں کو یوں کھا جاتا ہے جس طرح آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بیان کیا ہے۔

دل کی روحانی بیماریوں میں سے ایک بیماری حسد ہے۔ حسد، بغض، عناد، کینہ، نفاق اور لالچ، ایسی چیزیں ہیں جو نقصان کے علاوہ کچھ نہیں دیتیں۔ اسی بنا پر رسول اکرم ﷺ نے ان سے منع فرمایا ہے۔ حسد کے بارے میں خاص طور پر فرمایا کہ اپنے آپ کو حسد سے بچاؤ اس لئے کہ حسد کی وجہ سے نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں جس طرح آگ لکڑی کو جلا کر راکھ بنا دیتی ہے۔ وہ راکھ کسی کے کام نہیں آتی، اسی طرح حسد کرنے والے کی نیکیاں بھسم ہو جاتی ہیں۔ حسد دل کی بیماری ہے جس کی وجہ سے حسد کرنے والا کسی کی بھلائی یا اس کی خوشی کو برداشت نہیں کرتا بلکہ خواہش کرتا ہے کہ یہ بھلائی اور نعمت اس سے چھن جائے اور مجھے مل جائے۔ بعض لوگ بلاوجہ کسی کی عزت و شہرت کو دیکھ کر اپنے دل میں تنگی محسوس کرتے ہیں' یہ حسد کی ایک شاخ ہے جس میں اکثر لوگ مبتلا ہیں۔ حسد کے مقابلے میں رشک ایک عمدہ خصلت ہے، کسی مسلمان بھائی کی عزت و تکریم دیکھ کر خوش ہونا نیکی ہے۔ اسی نوعیت کا حسد (رشک) کرنے کی رسول اللہ ﷺ نے اجازت دی ہے فرمایا کہ دو قسم کے لوگوں پر حسد (رشک) کیا جا سکتا ہے: ایک وہ شخص جو علم حاصل کرتا ہے پھر اس علم کو آگے پھیلا رہا ہے اور دوسرے وہ شخص جس نے اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال کو اپنی ذاتی کاوش خیال نہیں کیا بلکہ اللہ کا فضل سمجھ کر اسے اس کی راہ میں خرچ کیا۔ اس طرح کے دو اشخاص قابل رشک ہیں۔ کسی کی عزت، دولت اور صحت کو دیکھ کر جل جانا اور دل میں تنگی محسوس کرنا اور یہ خواہش کرنا کہ یہ سب کچھ مجھے مل جائے، ناپسندیدہ فعل ہے۔ اسی لئے آپؐ نے فرمایا کہ جاہ و حشمت کا طلبگار تباہ ہوا، درہم و دینار کا بندہ تباہ ہوا، کامیاب وہ شخص ہوتا ہے جو خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے دین میں محنت کرے اور اپنے دل کو حسد، بغض، کینہ، لالچ اور عناد سے پاک کر لے، اس لئے کہ حسد کی وجہ سے تمام نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔

اسلام، نظریہ پاکستان... اساس پاکستان

بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بعض لادین عناصر اور دانشور پرنٹ میڈیا اور مختلف ٹی وی چینلز کے ذریعے گاہے بگاہے پاکستان کے مقاصد کی نفی کرنا ان کا پسندیدہ مشغلہ بن چکا ہے۔ اب 25 دسمبر کو قائداعظمؒ کے حوالے سے مختلف ٹی وی چینلز پر بعض پروگرامز میں بانئ پاکستان کو سیکولر خیالات رکھنے اور پاکستان کا مقصد ایک سیکولر سٹیٹ بتانے کی سعی لاحاصل کرتے رہے۔ اس طرح قارئین اور ناظرین میں پاکستان اور نظریہ پاکستان کے بارے میں طرح طرح کے شکوک وشبہات پیدا کرنے کے لئے اپنی نام نہاد تحقیق کا اظہار کرتے رہے۔ دراصل وطن عزیز کے بارے میں غلط خیالات کا اظہار ملک دشمنی کے مترادف ہے۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ نظریہ پاکستان کے تحت ہی اپنا ملک اللہ کے فضل سے نقشۂ عالم پر نمودار ہوا۔ اس کا سیدھا سادہ اور صاف مطلب یہ ہے کہ برصغیر کے مسلمان اپنے علیحدہ تشخص کے مالک ہیں۔ وہ ہر لحاظ سے برصغیر کی دوسری اقوام سے بالکل مختلف ہیں۔ ان کی سیاسی، سماجی اور مذہبی انفرادیت میں کوئی شریک نہیں۔ یہی چیز دوقومی نظریہ کہلائی۔ اس کے مقابلہ میں کانگرس متحدہ قومیت کی دعویدار تھی۔ مذہب کی بنیاد پر مسلمانوں کی علیحدہ قومیت کی مخالف تھی۔ لیکن علامہ اقبالؒ اور قائداعظمؒ نے مسلمانوں کے علیحدہ قومی تشخص کے تحفظ کے لئے بڑا کام کیا اور اس کی بنیاد پر علیحدہ وطن کا مطالبہ کیا۔

سبھی جانتے ہیں کہ پاکستان ایک نظریاتی ریاست ہے۔ آنے والی نسلوں کا مستقبل اور موجودہ افراد کا درخشندہ ستارا ہے۔ ہمیں یہ آزادی ایک طویل جدوجہد کے بعد نصیب ہوئی۔ اس کی حفاظت اور اسے اس کے بنیادی نظریات کے مطابق استحکام سے ہمکنار کرنا ہمارا فریضہ ہے۔ ایک کالم نگار نے بالکل درست لکھا ہے کہ نظریہ پاکستان عصر حاضر کی پیداوار نہیں بلکہ اسلامی تشخص کا دوسرا نام ہے۔ دوقومی نظریہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے اور پاکستان کی وجہ تخلیق ہے۔ پاکستان کے وجود کو اس سے الگ کر کے دیکھنا ناممکن ہے۔ نظریہ پاکستان یا دوقومی نظریے کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں کہ برصغیر میں دو قومیں، مسلمان اور ہندو آباد ہیں جو ہر لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ مسلمان ایک بت شکن قوم ہے جبکہ ہندو بت پرست ہے۔ مسلمان توحید کا قائل اور اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرتا ہے جبکہ ہندو نے پرستش کے لئے سیکڑوں بت بنا رکھے ہیں۔

اسی بنیاد پر قائداعظم کی ولولہ انگیز قیادت میں برصغیر کے مسلمانوں نے ایک عظیم صبر آزما جدوجہد اور جانوں، مالوں اور عزتوں کی قربانیوں کے بعد اپنے لئے ایک الگ وطن حاصل کیا تھا۔ مسلمانوں نے اقلیت میں ہونے کے باوجود تقریباً ایک ہزار سال تک ہندوستان پر حکومت کی۔ یہی وہ بات ہے جو آج تک ہندو کو ہضم نہیں ہوسکی۔ وہ پاکستان کو بطور ایک آزاد مملکت تسلیم نہیں کرتے اور ہمہ وقت اس کے وجود کے درپے ہیں۔ اگر نظریہ پاکستان اور دوقومی نظریہ کی نفی کر دی جائے تو پاکستان کی بقاء خطرے سے دوچار ہو جائے گی۔ لہٰذا نظریہ پاکستان ملک کی بقاء کا ضامن ہے۔ جو لوگ اس نظریہ کی مخالفت پر کمربستہ ہیں وہ دراصل پاکستان کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنا چاہتے ہیں۔ پاکستان کا چہرہ بگاڑنے کے ذمہ دار، استحصالی طبقات کے یہ قلمی حواری اور ٹی وی چینلز کے ذمہ داران سن لیں کہ پاکستانی قوم تحریک پاکستان کے شہدائے کرام کے خون کو کبھی رائیگاں نہیں جانے دے گی۔ وقت آئے گا کہ قیام پاکستان کے مقاصد ان شاء اللہ پورے ہو کر رہیں گے

شب گریزاں ہو گی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے

قائداعظم کو سیکولر خیالات کا حامی کہنے والے ذرا ہوش سے ان کے بیانات پڑھ لیں جو انہوں نے تحریک پاکستان کے دوران اور قیام پاکستان کے بعد دیئے تھے۔ ان سے واضح ہو جائے گا کہ قائداعظم، مملکت خداداد پاکستان کو ایک جمہوری، اسلامی اور فلاحی مملکت بنانا چاہتے تھے۔

1944ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ''آپ نے غور فرمایا کہ پاکستان کے

مدیر اعلیٰ
بشیر انصاری
ایم اے

اس شمارہ میں

ادارہ سے جملہ خط وکتابت ایڈیٹر کے نام اور ترسیل زر مینیجر کے نام کی جائے

پتہ
ہفت روزہ ''اہل حدیث''
چوک اہل حدیث (المعروف بتی چوک)
106، راوی روڈ لاہور۔ 54000
فون: 042-37720257 فیکس: 042-37725525
email:weeklyahlehadith@yahoo.com

بدل اشتراک

سالانہ	-/500 روپے
ششماہی	-/300 روپے
بذریعہ وی پی	-/535 روپے
بیرونی ممالک سے	-/5500 روپے
فی پرچہ	-/15 روپے

سینئر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے ''دلسٹر پرنٹ ان'' خالد ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

مطالبے کا جذبہ محرکہ کیا تھا؟ مسلمانوں کے لئے ایک جداگانہ مملکت کی وجہ جواز کیا تھی؟ تقسیم ہند کے مطالبے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس کی وجہ نہ ہندوؤں کی تنگ نظری ہے، نہ انگریز کی چال، یہ اسلام کا بنیادی مطالبہ ہے۔ یہی بنیادی مطالبہ نظریہ پاکستان کا ترجمان ہے۔''

قائداعظم نے نومبر 1945ء میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''مسلمان، پاکستان کا مطالبہ اس لئے کرتے ہیں کہ ہم غیر ملکی حکومت سے آزاد ہو کر اپنے اس وطن میں اپنے ضابطہ حیات، ثقافتی نشوونما، روایات اور اسلامی اقدار کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔ یہ بھی کہا کہ پاکستان کا تصور مسلمانوں کے لئے ایک عقیدہ بن چکا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ دنیا میں ایک ایسی عظیم مملکت بنے جو اسلام کی عظمت رفتہ کو از سر نو زندہ کر سکے۔ قائداعظم نے پاکستان کی پارلیمنٹ سے (اگست 1947ء میں) خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ''ہم ایسا آئین تشکیل دیں گے جو قرآن وسنت کی روشنی میں ہمیں سایۂ عافیت بخشے گا۔ سب کو جینے اور آگے بڑھنے کا رستہ دکھائے گا۔ جو امن وامان اور ترقی کا ضامن ہوگا۔'' ایک موقعہ پر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اسلامی اصول آج بھی ہماری زندگی کے لئے اسی طرح قابل عمل ہیں۔'' جس طرح تیرہ سو سال پہلے قابل عمل تھے۔ وہ یہ نہیں سمجھ سکے کہ لوگوں کا ایک گروہ جان بوجھ کر فتنہ اندازی سے یہ بات کیوں پھیلانا چاہتا ہے کہ پاکستان کا آئین شریعت کی بنیاد پر مدون نہیں کیا جائے گا۔''

25 جنوری 1948ء کو آپ نے کراچی بار ایسوسی ایشن سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلام ایک ضابطہ حیات ہے جس کے مطابق ہمیں اپنی روزمرہ زندگی، اپنے افعال و اعمال حتیٰ کہ سیاست، معاشیات اور دوسرے شعبوں میں بھی عمل پیرا ہونا ہے۔'' مملکت کے افسران سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ''پاکستان معرض وجود میں لانا مقصود بالذات نہیں بلکہ کسی بلند مقصد کے حصول کے ذریعے کا درجہ رکھتا ہے۔ ہمارا نصب العین یہ تھا کہ ہم ایک ایسی مملکت کی تخلیق کریں جہاں ہم آزاد انسانوں کی طرح رہ سکیں جو ہماری تہذیب وتمدن کی روشنی میں پھلے پھولے اور جہاں معاشرتی انصاف کے اسلامی تصور کو پوری طرح پنپنے کا موقع ملے۔''

سپریم کورٹ آف پاکستان، جسٹس حمود الرحمٰن کی سربراہی میں نظریہ پاکستان کی وضاحت کر چکی ہے ؟ PLD-1973 سپریم کورٹ ص 149 اور 72-73 پر موجود ہے۔ ایک دو سطریں اور ملاحظہ فرمائیں کہ ''پاکستان ایک اسلامی جمہوریہ ہے اور اس کا نظریہ 1949ء کی قرارداد مقاصد میں درج ہے جسے پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے منظور کیا ہے۔ مملکت پاکستان اسلامی نظریے کی بنیاد پر وجود میں لائی گئی تھی اور اسی نظریے کی بنیاد پر چلائی جائے گی۔''

آخر میں ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ تحریک پاکستان کے نصب العین، قائداعظم کے ارشادات، قرارداد مقاصد اور سپریم کورٹ آف پاکستان کی وضاحت کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ پاکستان ایک جمہوری، اسلامی اور فلاحی مملکت ہے اور اسلامی اقدار حیات کا نفاذ اس کے استحکام اور بقاء وترقی کا ضامن ہے۔

حقیقی بات یہ ہے کہ جو قومیں اپنے بنیادی نظریات سے ہٹ جاتی ہیں وہ زوال پذیر ہو جاتی ہیں۔ اس لئے پاکستان کے بنیادی مقاصد کے حصول کے لئے ہمیں کسی جدوجہد سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔ یہ امر خوش آئند ہے کہ روزنامہ نوائے وقت لاہور کے مدیر اعلیٰ جناب ڈاکٹر مجید نظامی لاہور میں نظریہ پاکستان ٹرسٹ اور اسلام آباد میں جناب ڈاکٹر زاہد ملک نظریہ پاکستان ٹرسٹ کے زیر اہتمام نظریہ پاکستان کی اشاعت وترویج کے لئے گرانقدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اللہ پاک ان کی مساعی جمیلہ میں برکت عطا فرمائے۔ آمین!

قائداعظم جرنیلی آمریت کی بجائے عوامی جمہوریت کے داعی تھے۔ سینیٹر پروفیسر ساجد میر

آمروں نے جمہوریت پر شب خون مار کر قائد کے پاکستان کو کھوکھلا کرنے کی کوشش کی۔

تحریک پاکستان میں مسلمانوں کے جذبوں کے پیچھے اسلام کی قوت کارفرما تھی۔ وفود سے گفتگو

لاہور:۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے سربراہ سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ قائداعظم جرنیلی آمریت کی بجائے عوامی جمہوریت کے داعی تھے۔ آمروں نے آئین شکنی اور جمہوریت پر شب خون مار کر قائد کے پاکستان کو کھوکھلا کرنے کی کوشش کی۔ ملکی استحکام کا راز اسلام کے نفاذ اور ایک مضبوط جمہوریت کے قیام میں مضمر ہے۔ مرکز 106 راوی روڈ میں علماء کے وفود سے گفتگو کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ قائداعظم نے پرامن تحریک کے ذریعے علامہ اقبالؒ کے الگ خطہ ارضی کے خواب کو قیام پاکستان کی شکل میں شرمندۂ تعبیر کیا۔ انہوں نے کہا اسلامیہ کالج پشاور میں قائداعظم کی 13 جنوری 1948ء کی تقریر کے یہ الفاظ تمام طبقات کے لیے مشعل راہ ہیں کہ ''ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کیلئے نہیں کیا تھا بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں۔'' آج بندوق کے زور پر اقتدار پر قبضہ جمانے والوں کے لیے بھی قائداعظم کی شخصیت مثالی ہے کہ ان کی قیادت میں مسلمانان برصغیر نے ایک گولی چلائے بغیر محض دلیل کی طاقت اور پرامن جدوجہد سے اپنے لیے آزاد وطن حاصل کر لیا۔ پاکستان کا قیام کسی معجزہ سے کم نہیں۔ پاکستان دو قومی نظریے کی بنیاد پر وجود میں آیا تھا اور اسلام کو پاکستان کی نظریاتی اساس کا درجہ حاصل ہے۔ تحریک پاکستان میں مسلمانوں کے جذبوں کے پیچھے اسلام کی قوت کارفرما تھی۔ خود قائداعظم نے ڈھاکہ میں اپنی تقریر میں کہا تھا کہ اگر ہم خود کو بنگالی، پنجابی، بلوچی، سندھی وغیرہ پہلے اور مسلمان و پاکستانی بعد میں سمجھنے لگیں گے تو پھر پاکستان لازماً پارہ پارہ ہو کر رہ جائے گا۔ پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ آج پھر صوبائیت سر اٹھا رہی ہے، ملک ٹوٹنے کی باتیں ہو رہی ہیں اور تقسیم کے نقشے شائع کیے جا رہے ہیں۔ بلوچستان میں صورتحال کافی خراب ہے، وہاں پنجابیوں اور وفاق کی حامی قوتوں کی ٹارگٹ کلنگ ہو رہی ہے۔ سندھو دیش اور پختونستان کی باتیں ہو رہی ہیں۔ یہ بالکل صحیح وقت ہے کہ وطن عزیز کی نظریاتی اساس کو مضبوط بنایا جائے۔

احکام و مسائل

جناب مولانا ابو محمد حافظ عبدالستار الحماد مرکز الدراسات الاسلامیہ
سلطان کالونی میاں چنوں خانیوال پاکستان
فون:065-2663317 موبائل:0300-4178626
hammad3316@yahoo.com

ایام میں میت کو غسل دینا

سوال وہ عورت جو ایام میں ہو، کیا وہ کسی مردہ عورت کو غسل دے سکتی ہے، کیونکہ وہ خود تو ناپاک ہے، کیا یہ حالت' غسل دینے کے منافی ہوگی، قرآن و حدیث کی روشنی میں مسئلہ کی وضاحت کریں؟؟

جواب حائضہ عورت' اس معنی میں ناپاک ہے کہ وہ نماز نہیں پڑھ سکتی اور نہ ہی روزے رکھ سکتی ہے۔ اس حالت میں اس کا مسجد میں جانا بھی منع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بیت اللہ کا طواف بھی نہیں کر سکتی لیکن ذکر و اذکار اور تسبیح و تہلیل کرنے پر کوئی پابندی نہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ عائشہ ؓ سے فرمایا تھا جبکہ وہ ایام میں تھیں: ''تم وہ سارے کام کرو جو حاجی کرتے ہیں لیکن بیت اللہ کا طواف نہیں کرنا حتیٰ کہ پاک ہو جاؤ۔'' (بخاری، الحج: ۱۶۵۰)

صورت مسئولہ میں حائضہ عورت، کسی مردہ عورت کو غسل دے سکتی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ سیدہ عائشہ ؓ سے فرمایا تھا: ''مجھے چٹائی پکڑا دو۔'' انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں تو ایام میں ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے چٹائی پکڑا دو، اس لئے کہ حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں۔'' (صحیح مسلم، الحیض: ۲۹۸)

ایک دوسری حدیث میں ہے حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنا سر مبارک مسجد میں کھڑے ہو کر باہر نکالتے جبکہ آپ حالت اعتکاف میں ہوتے، میں آپکا سر دھو دیا کرتی تھی، درآں حالیکہ میں حالت حیض میں ہوتی۔ (بخاری، الحیض: ۲۹۶) ایک تیسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان ناپاک نہیں ہوتا۔'' (مسلم' الحیض: ۳۷۱)

ان تمام دلائل کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ حائضہ عورت، کسی بھی مسلمان مردہ عورت کو غسل دے سکتی ہے اور غسل دینے میں تعاون بھی کر سکتی ہے، واضح رہے کہ اس کی ممانعت کے متعلق کتاب و سنت سے کچھ بھی ثابت نہیں۔ محض ایک موہوم عقلی بات ہے کہ حیض آنے کی وجہ سے وہ ناپاک ہے، اس لئے وہ غسل نہیں دے سکتی اور نہ ہی غسل دینے میں کسی کا ہاتھ بٹا سکتی ہے۔ لیکن مذکورہ بالا شرعی دلائل کے مقابلہ میں اس عقل کے مفروضے کی کچھ بھی حیثیت نہ ہے۔ (واللہ اعلم)

لمبے ناخن رکھنا

سوال میں نے شوقیہ طور پر اپنے بائیں ہاتھ کے ناخن بڑھا رکھے ہیں، کیا ایسا کرنا گناہ ہے۔ ایسے لمبے ناخنوں کی موجودگی میں نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں وضاحت کریں؟؟

جواب ہمارا دین اسلام، دین فطرت ہے کیونکہ یہ انسان کے فطرتی تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ مونچھیں کترانے، داڑھی بڑھانے، مسواک کرنے، وضو کرتے وقت ناک میں پانی چڑھانے، کلی کرنے، ختنے کرانے، ناخن تراشنے، زیر ناف بال مونڈنے، بغلوں کی صفائی کرنے، استنجاء کرنے اور بدن کی مختلف ہڈیوں کے جوڑ دھونے کو اسلام نے امور فطرت میں شمار کیا ہے۔ گویا ان کی صفائی کا اہتمام انسانی طبع کا تقاضا ہے اور ان میں سستی کا مظاہرہ گندگی پھیلانے کا باعث ہے۔ ان امور فطرت مین ناخن کاٹنا بھی شامل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ناخن نجاست اور میل کچیل کو جمع رکھنے کا ذریعہ بن سکتے ہیں، اس لئے انہیں تراشنے اور صاف رکھنے کا حکم ہے۔ ناخن بڑھے ہوئے ہوں تو دیکھنے میں بھی برے لگتے ہیں۔ لمبے ناخن رکھنا، انسانی فطرت سے بغاوت اور انبیاء علیہم السلام کی سنت سے روگردانی کرنا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی انسان غیر ضروری بالوں کی صفائی کرنا چھوڑ دے، ہاتھ منہ بھی نہ دھوئے۔ ناخن بڑھانا انسانی شیوہ نہیں بلکہ حیوانی خصلت ہے، اس لئے شریعت نے اس کی اجازت نہیں دی۔ رسول اللہ ﷺ کا حکم گرامی ہے:

''پانچ چیزیں فطری ہیں: مونچھوں کا کاٹنا، بغلوں کے بال اکھیڑنا، ناخن تراشنا، زیر ناف بال صاف کرنا اور ختنہ کرنا۔'' (نسائی، الطہارۃ: ۱۰)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین شکل و صورت میں پیدا کیا ہے، حیوانات کے ساتھ اس کی مشابہت اللہ تعالیٰ کو انتہائی ناپسند ہے۔ اس کے علاوہ زیادہ بڑے ناخن کسی کو یا اپنے آپ کو زخمی کر سکتے ہیں۔ اس لئے فطرتِ سلیمہ کا تقاضا ہے کہ انہیں بڑھایا نہ جائے بلکہ زائد ناخن تراش دیئے جائیں۔ شریعت نے ان فطری امور کیلئے زیادہ سے زیادہ چالیس دن مقرر فرمائے ہیں۔ چنانچہ حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان فطری امور کی صفائی کیلئے یہ مدت مقرر کی ہے کہ ہم چالیس دن سے زیادہ نہ گزرنے دیں۔ (مسلم، الطہارۃ: ۲۵۸)

بدذوقی کی انتہا یہ ہے کہ آج کل بازار سے مصنوعی ناخن لے کر ان پیدائشی ناخنوں کے ساتھ لگا دیئے جاتے ہیں تا کہ دیکھنے میں زیادہ لمبے نظر آئیں۔ بہرحال شریعت نے انہیں کاٹنے کا حکم دیا ہے، اگر صفائی کا خیال رکھا جائے تو لمبے ناخنوں کی موجودگی میں نماز تو ہو جائے گی لیکن ناخن بڑھانے کا گناہ اپنی جگہ پر قائم رہے گا جو ایک مسلمان کے شایان شان نہیں۔

کیرم بورڈ اور لڈو کھیلنا

سوال ہمارے معاشرہ میں جب کسی کے پاس وقت فارغ ہوتا ہے تو وہ لڈو اور کیرم بورڈ کھیلنے میں اپنا وقت گزارتا ہے، کیا دین اسلام میں اس قسم کے کھیل کھیلے جا سکتے ہیں؟

جواب کھیل کا اصل مقصد ذہنی آرام اور جسمانی ورزش ہوتا ہے، جس کھیل میں یہ مقصد پورا نہ ہوتا ہو اسے کھیلنے کی اجازت نہیں۔ احادیث میں اس قسم کے کھیلوں کو انتہائی نفرت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نرد شیر کھیلا، اس نے گویا اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور خون سے آلودہ کیا۔'' (صحیح مسلم، الشعر: ۲۲۶۰)

عربی زبان میں نرد کا معنی ''لعبۃ الطاولۃ'' کیا گیا ہے، وہ کھیل جو لکڑی کے تختے پر کھیلا جائے۔ اس میں کیرم بورڈ، سنوکر، شطرنج اور لڈو وغیرہ تمام فضول کھیل آ جاتے ہیں۔ ایک بندۂ مومن کی شان کے خلاف ہے کہ وہ ایسے فضول کھیلوں سے خود کو آلودہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے بندوں کا ایک وصف بایں الفاظ بیان کیا ہے: ''رحمٰن کے بندے جب کسی لغو اور بے فائدہ چیز کے پاس سے گزرتے ہیں تو باعزت طور پر گزر جاتے ہیں۔'' (الفرقان: ۷۲)

اس کا مطلب یہ ہے کہ بندۂ مومن لغو اور فضول کھیلوں کو عمل میں لانا تو درکنار بلکہ وہ ایسے کھیلوں کی طرف دیکھنے کا بھی روادار نہیں اور وہاں سے شرافت کے ساتھ گزر جاتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں اس قسم کے کھیل کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''جس نے چوسر کھیلا، اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔'' (ابوداؤد، الادب: ۴۹۳۸)

ہمارے رجحان کے مطابق شرعی طور پر ایسے تمام کھیل ناجائز ہیں جو وقت اور سرمائے کے ضیاع کا باعث ہوں۔ اگر جائز کھیلوں میں بھی وقت ضائع ہوتا ہو تو وہ بھی ناجائز قرار پائیں گے۔ بہرحال جس شریعت میں ''چوسر'' کھیلنے کی اجازت نہیں، اس میں کرکٹ جیسے کھیل کی اجازت کس طرح ہو سکتی ہے جس میں بڑی بے دردی سے بے شمار لوگوں کا وقت ضائع ہوتا ہے؟ اس کھیل میں نماز، روزے کی کوئی پروا نہیں ہوتی۔ نیز یہ کھیل جوئے جیسی بدترین لعنت کا سبب اور ذریعہ بن چکا ہے۔ لہٰذا اس قسم کے فضول کھیل، مسلمان کی شان کے خلاف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے کھیلوں سے دور رکھے جس کا کوئی دینی، دنیوی، ذہنی یا جسمانی فائدہ نہ ہو۔ (واللہ اعلم)

کبوتر بازی اور تیتر بازی!

سوال میرے ایک دوست نے ہزاروں روپے کے سیاہ تیتر خرید کر رکھے ہیں، اس کا مقابلہ زیادہ بولنے کے لحاظ سے ہوتا ہے، اسے شراب پلا کر مقابلے میں رکھا جاتا ہے، جو تیتر زیادہ دیر تک بولتا رہے وہ جیت جاتا ہے، بعض اوقات اس میں شرط بھی لگائی جاتی ہے، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب پرندوں کو کسی جائز مقصد کیلئے پالنا جائز ہے بشرطیکہ اس کے کھانے پینے اور دیگر حقوق کا خیال رکھا جائے۔ جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی ابوعمیر نے ایک سرخ چڑیا گھر میں رکھی ہوئی تھی وہ اس سے کھیلا کرتے تھے، وہ مرگئی تو رسول اللہ ﷺ بطور مزاح اسے کہا کرتے تھے: ''اے ابوعمیر! نغیر کو کیا ہوگیا؟؟'' (بخاری، الادب: ۶۲۰۳)

اگر اس طرح چڑیا یا پرندہ گھر میں رکھنا منع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ منع کر دیتے۔ اگر پرندے وقت کے ضیاع کا باعث ہوں تو انہیں پالنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

صورت مسؤلہ میں تیتر کے متعلق وضاحت کی گئی ہے کہ اسے شراب پلا کر مقابلے میں لایا جاتا ہے اور جو زیادہ دیر تک بولتا رہے وہ مقابلہ جیت جاتا ہے، اس کے ناجائز ہونے میں کیا شبہ ہے؟ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو کبوتر کا پیچھا کرتے دیکھا تو فرمایا: ''ایک شیطان، دوسرے شیطان کا پیچھا کر رہا ہے۔'' (ابن ماجہ، الادب: ۳۷۶۵)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کبوتر بازی، بٹیر بازی، تیتر بازی اور مرغ لڑانا وغیرہ سب فضول اور ناجائز مشاغل ہیں۔ اگر ان کے مقابلوں میں شرط لگائی جائے، جس میں ہارنے والا، جیتنے والے کو کوئی چیز یا نقد رقم ادا کرے تو یہ جوا ہے جسے قرآن کریم نے حرام، نجس اور شیطانی عمل قرار دیا ہے۔ بہرحال ہر وہ مشغلہ جس کو جائز حد سے زیادہ اہمیت دی جائے اور اس سے وقت یا رقم ضائع کی جائے، وہ ممنوع اور ناجائز ہے۔ مذکورہ حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے کبوتر بازی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا ہے اور اسے شیطانی کام سے تعبیر کیا ہے۔ کبوتر کو شیطان اس لئے کہا گیا ہے کہ اس کے مفاسد کی وجہ سے شیطان خوش ہوتا ہے۔ کبوتر بازی کی طرح، بٹیر بازی، تیتر بازی، پتنگ بازی بھی فضول اور خطرناک مشغلہ ہے۔ ایک مسلمان کو ایسے کاموں سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ایسے کاموں کے حرام ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ لوگ ایسے کاموں میں مشغول ہو کر وقت ضائع کرتے ہیں حتیٰ کہ نماز کی بھی پروا نہیں کرتے۔ اگر کبوتروں، تیتروں اور بٹیروں کو تجارت یا گھر کی زینت کیلئے رکھا جائے تو جائز ہے بشرطیکہ ان کے دانے، کھانے، پینے کا خیال رکھا جائے۔ مقابلہ بازی کیلئے رکھنا شرعی طور پر جائز نہیں۔ (واللہ اعلم)

ناحق تکفیرِ مسلم جرم ہے

امام مسجد الحرام فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر صالح بن طالب حفظہ اللہ

مترجم — جناب حافظ محمد سرور — نظر ثانی — جناب حافظ عبدالحمید ازہر حفظہ اللہ

حمد وثناء کے بعد: اللہ کے بندو! ہمارے نبی محمد ﷺ اپنے پروردگار کی جانب سے ایسی مکمل اور روشن شریعت لائے جو افراط اور تفریط دونوں سے مبرا ہے جس میں غلو اور درشتی کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ شریعت سراسر اللہ کے حکم پر مبنی ہے اور اس کی حکمت کے عین مطابق مکمل ہوئی۔ ہمارے نبی ﷺ کی اس کے ساتھ کامل وابستگی اور اس کی نصرت کیلئے اپنا آپ کھپا دینے کا یہ تقاضا ہے کہ اس کی تعلیمات اور حدود کو اس کے دشمنوں اور اس کے چاہنے والوں دونوں کے ضرر سے محفوظ رکھا جائے، خواہ وہ اس سے منہ پھیرنے والے ہوں یا اس میں غلو کرنے والے، اسے دونوں کے نقصان سے بچایا جائے۔

اس لئے کہ اس سے انحراف خواہ کسی بھی صورت میں ہو، اس کیلئے نقصان دہ ہے خواہ وہ اس کے چاہنے والوں کی طرف سے ہو یا بدخواہوں کی جانب سے اور بھلے ہی وہ اس پر فدا ہونے والوں کی جانب سے ہو یا اس سے پہلو تہی برتنے والوں کی طرف سے۔

الٰہی شریعت کے دفاع کا تقاضا ہے کہ اس معاملہ میں کسی سے رواداری نہ برتی جائے خواہ کوئی رشتہ دار ہو یا ہم وطن حتی کہ اکثر حالات میں صالح انسان کو بھی اس بارے میں ڈھیل نہ دی جائے کیونکہ دین ان سب سے قیمتی ہے اور سنت ہر بالاتر سے زیادہ برتر ہے۔

یہی الٰہی منہج ہے اور یہی سیرت نبوی ﷺ، حضرت یونس علیہ السلام جب اپنی بستی سے بغیر اجازت کے نکلے تو اللہ نے ان پر اظہار عتاب کیا، انہیں دریا میں اور پھر مچھلی کے پیٹ میں ڈال دیا۔ اسی طرح ہمارے نبی محمد ﷺ پر بھی اظہارِ عتاب کیا جب آپ ﷺ نے اس بناء پر اعراض کیا اور منہ پھیرا تھا کہ آپ ﷺ کے پاس ایک نابینا آیا ہے۔

پھر جب آپ ﷺ نے ایک مشرک کے لئے بخشش مانگنا چاہی تو اللہ نے کہا:

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ﴾ (التوبۃ: ۱۱۳)

''نبی ﷺ کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں، زیبا نہیں ہے کہ مشرکوں کے لیے مغفرت کی دعا کریں، چاہے وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔''

ایک دوسری جگہ یوں عتاب فرمایا:

﴿عَفَا اللَّهُ عَنكَ لِمَ أَذِنتَ لَهُمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَتَعْلَمَ الْكَاذِبِينَ﴾ (التوبۃ: ۴۳)

''اے نبی ﷺ! اللہ تمہیں معاف کرے، تم نے کیوں انہیں رخصت دے دی؟ (تمہیں چاہیے تھا کہ خود رخصت نہ دیتے) تاکہ تم پر کھل جاتا کہ کون لوگ سچے ہیں اور جھوٹوں کو بھی تم جان لیتے۔''

اسی طرح جنگ بدر کے قیدیوں کے معاملے میں کی جانے والی سرزنش معروف اور مشہور ہے۔

ایک نبی کی دوسرے نبی پر سرزنش بھی ہمارے سامنے ہے۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کے پیغام کی غیرت کھاتے ہوئے حضرت ہارون علیہ السلام پر اظہارِ عتاب فرمایا حتی کہ ان کی داڑھی اور سر کے بال پکڑے۔

بعض مواقع پر ہمارے نبی محمد ﷺ نے بھی اپنے برگزیدہ ترین صحابہ پر اظہارِ ناراضی فرمایا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سرزنش کرتے ہوئے فرمایا: ''تم نے انہیں یعنی سلمان، صہیب اور بلال کو ناراض کر دیا ہے۔''

اسی طرح حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ پر ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: ''کیا تم نے اسے اس کی ماں کا طعنہ دیا ہے؟۔''

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے جب اس شخص کو قتل کیا جس نے تلوار میان سے باہر دیکھ کر مارے خوف کے کلمہ پڑھ لیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نے اسے لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لینے کے بعد بھی قتل کر دیا؟ روزِ قیامت اسکے لا الہ الا اللہ کا کیا کرو گے؟''

''حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اللہ کے رسول ﷺ! اس نے بچنے کی خاطر یہ اقرار کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو نے اس کے دل میں جھانک لیا تھا؟'' پھر آپ ﷺ برابر یہی بات دہراتے رہے کہ ''روزِ قیامت جب لا الہ الا اللہ آئے گا تو تم اس سے کس طرح عہدہ برآ ہو گے؟ حتی کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ خواہش کرنے لگے کہ کاش وہ اسی دن ہی مسلمان ہوئے ہوتے۔

اسی طرح حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب بنوجذیمہ کے لوگوں کو قتل کیا تو نبی کریم ﷺ نے اس فعل سے برأت کا اظہار کیا۔ کیونکہ انہیں یہ بات نہ کہنا آئی کہ ''ہم اسلام لے آئے۔'' اور اس کی بجائے انہوں نے یوں کہا کہ ہم ''دین سے ہٹ گئے'' اس طرح کی دیگر کئی مثالیں ہیں جن کا ذکر طوالت کا موجب ہوگا۔

اے اہل اسلام! ان باتوں کو مدنظر رکھیے اور غور کیجئے، کچھ ایسے لوگ ہیں جنہیں نیک سمجھا جاتا ہے اور وہ بھی یہی سمجھتے ہیں کہ وہ اللہ کی راہ میں اپنی جانیں قربان کر رہے ہیں جبکہ ان سے ایک ایسا کام سرزد ہو رہا ہے جو دین کیلئے کچھ فاسقین کے اعمال سے زیادہ خطرناک اور خطا کاروں کی خطاؤں سے بھی زیادہ نقصان دہ ہے۔ ان کو نصیحت بھی کم ہی کی جاتی ہے اور ان پر سرزنش بھی شاذ و نادر ہوتی ہے۔

کچھ نیک لوگ انکے بارے میں اس بناء پر خاموش رہتے ہیں کہ کہیں اس میں دشمن کی خوشی یا فاسق کی مسرت کا سامان نہ ہو یا اس بناء پر خاموش رہتے ہیں کہ خاموش رہنا ہی بہتر ہے اور انہیں بھول جاتا ہے کہ انبیاء کو بھی سرزنش کی گئی تھی اور برگزیدہ ترین صحابہ کو بھی۔

اللہ کے بندو! کسی مسلمان کو ناحق کافر قرار دینا اور اس کا خون بہانا خطرناک ترین جرائم ہیں اور عام طور پر دوسرا جرم پہلے کا شاخسانہ ہوتا ہے۔ یہ دونوں اللہ کے ہاں بہت بڑے گناہ ہیں۔ یہ دین اور اہلِ دین کیلئے باعث نقصان ہیں، اسلام کے پیغام اور دعوت کے پھیلنے میں رکاوٹ ہیں اور مسلمان معاشرے کی خرابی کا باعث ہیں۔

کچھ لوگ شراب، زنا، سود اور کبیرہ گناہوں سے

بچتے رہتے ہیں لیکن شیطان انہیں فریب دے کر ان سے بھی بڑے جرم میں پھنسا دیتا ہے اور وہ کسی مسلمان کو ناحق کافر کہنے لگتے ہیں۔ حالانکہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں نبی کریم ﷺ کا فرمان موجود ہے کہ ''جس نے اپنے بھائی کو ''کافر'' کہا تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو گیا۔''

یا کوئی حرام خون کر بیٹھتا ہے۔ جبکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے ''آدمی اس وقت تک اپنے دین کی کشادگی میں رہتا ہے جب تک کسی حرام خون کا مرتکب نہ ہو۔'' (بخاری)

جبکہ امام نسائی رحمہ اللہ اور ابن ماجہ رحمہ اللہ کی بیان کردہ روایت ہے کہ ''پوری دنیا کا مٹ جانا اللہ کے ہاں ایک مسلمان کے خون کے سامنے معمولی چیز ہے۔''

اسی ضمن میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِناً مُّتَعَمِّداً فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِداً فِيهَا وَغَضِبَ اللّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَاباً عَظِيماً﴾ (النساء: ۹۳)

''رہا وہ شخص جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اُس کی جزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اس پر اللہ کا غضب اور اُس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لیے سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے۔''

بہت سے ایسے افراد ہیں جو دینی احکام کی پابندی کرتے اور کبیرہ گناہوں سے بچتے ہیں اور شیطان ان کے بارے میں مایوس ہو چکے ہیں۔ اگر شیطان انہیں ایک حرام درہم میں پھنسانا چاہے تو وہ نہیں پھنسیں گے چنانچہ پھر شیطان نے انہیں ایک دوسری جگہ پھسلایا اور وہ مسلمان کو بلا تامل کافر کہنے اور اس کا خون بہانے لگے۔ اس طرح دین پر مصیبت انہی کی وجہ سے آئی اور امت انہی کے ہاتھوں گھائل ہوئی۔ یوں ان لوگوں کے سیاہ اعمال بڑے بڑے گناہگاروں سے بازی لے گئے۔ اور انہی لوگوں کی مانند ہو گئے جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے ایک مچھر کا مسئلہ پوچھتے ہیں اور بت پرستوں کو چھوڑ کر اہل اسلام کو قتل کرتے ہیں۔

اے اہل اسلام! جب نوجوان نسل کے دلوں سے علماء کا احترام نوچ لیا جاتا ہے اور مختلف صحافیوں اور لکھاریوں کی جانب سے یا متشددین اور غالیوں کی طرف سے ان کی تنقیص کی جاتی ہے تو ایک نوجوان نظریاتی انارکی میں نشوونما پاتا ہے اور کم عقل لڑکے بالے خود کو دین کا مصدر و مرجع بنا لیتے ہیں، پھر خود بھی بھٹکتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ عام طور پر تکفیر میں بے احتیاطی کا آغاز علماء کی توہین اور احمقوں کی بالادستی سے ہوتا ہے۔ خواہ اس روش پر عمل پیرا لوگ غالی ہوں یا دشمن اور یہ دونوں گناہ میں بھی برابر ہیں۔

ہم پچھلی چار دہائیوں سے اپنے دین سے محبت کرنے والے اور امت کے معاملے میں غیرت مند نوجوانوں کو دیکھ رہے ہیں کہ وہ اپنی غلطیاں اور ناکامیاں بار بار دہرا رہے ہیں۔ چنانچہ امت اگر ایک قدم آگے بڑھتی ہے تو کئی قدم پیچھے ہٹتی ہے، کوئی فائدہ حاصل کرتی ہے تو ساتھ ہی نقصانات بھی اٹھاتی ہے۔

عام طور پر یہ تب ہوتا ہے جب امت پر کوئی نئی افتاد آتی ہے اور اس کی تفصیلات نیک نوجوانوں میں زیر بحث آتی ہیں تو ان پر جوش غالب آجاتا ہے اور وہ علماء کو بیانِ حق میں تقصیر اور اپنے فرائض سے کوتاہی کا الزام دینے لگتے ہیں۔

اسی طرح جب وہ دیکھتے ہیں کہ دشمن امت پر پل پڑے ہیں اور بہت ساری عرب اور مسلمان حکومتیں اپنی ذمہ داری ادا نہیں کر رہیں تو یہ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور مسلح ہو کر نکل پڑتے ہیں، علماء پر عدم اعتماد کا اعلان کرتے ہیں یوں ان کے اجتہادات آپس میں ٹکراتے اور خیالات مختلف ہوتے ہیں جس سے سفر رائیگاں چلا جاتا ہے اور برا انجام مقدر بنتا ہے۔

کچھ نرم مزاج اہل علم اس خرابی پر یہ کہہ کر خاموش رہتے ہیں کہ یہ لوگ ایسا فرض کفایہ نبھا رہے ہیں جس کی ادائیگی میں ان لوگوں نے کوتاہی کی ہے جو اس کے زیادہ حقدار تھے لیکن ان کا برپا کیا ہوا نقصان برابر بڑھتا رہتا ہے اور خیر کم سے کم تر اور محدود رہتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ سفر ہوتا ہے اور نہ کوئی سواری بچتی ہے۔

بعض اوقات یہ اپنوں ہی کیلئے وبال بن جاتے ہیں، دشمن غالب آ جاتا ہے، پھل بیگانے کھا جاتے ہیں اور نتائج بد سب کو بھگتنے پڑتے ہیں۔

اس کی عملی صورت آج ہم ملکِ شام میں دیکھ رہے ہیں، جہاں دشمن نے مسلمانوں پر چڑھائی کی، عرب اور مسلمانوں کے دشمن بھی ان کے شانہ بشانہ کھڑے ہو گئے، اکثر عرب اور مسلمان حکومتیں اس المیے کو ختم کرنے میں ناکام رہیں، متعدد جماعتیں اور گروہ اس جنگ میں کود پڑے، حسنِ نیت رکھنے والے کچھ لوگ بھی اس میں شامل ہو گئے، جاسوسی اداروں اور شیطانوں نے اپنا کھیل کھیلا اور بعد میں پتلا چلا کہ یہ سب چند جماعتوں کی باہمی آویزش کا حصہ ہے۔ ان میں سے کچھ جماعتیں تکفیر اور گروہ بندی کیلئے زرخیز ثابت ہوئیں بلکہ ان میں سے کچھ تو غیور نوجوانوں کو ان کے اپنے ہی ملک اور اپنی ہی قوم کے خلاف لڑنے کیلئے تیار کرنے لگیں۔

بعض اہل علم امت پر گزرنے والے خونریز اور المناک صدموں کے پیش نظر تکفیری اور مسلمانوں کے خون کو حلال سمجھنے والے گروہ کی حقیقت بیان کرنے سے غافل رہے۔

ہمیں یقین ہے کہ ان میں سے کچھ نیک نیت تھے۔ اور اس سے وہ بات مزید ثابت ہو جاتی ہے جس سے ہمارے علماء متنبہ کرتے رہے ہیں کہ جہاں بے شمار جھنڈے اور گروہ ہوں اور جن کے مقاصد نامعلوم ہوں ان کا ساتھ نہیں دینا چاہیے۔

اے اہل علم! کوئی شک نہیں کہ جہاد اسلام کی کوہان کی چوٹی ہے لیکن مجاہدین بھی دوسروں کی مانند بشر ہی ہیں جو درست بھی کرتے ہیں اور غلط بھی، جہاد کے معاملے میں کی جانے والی غلطی پر تنقید کرنے کا مطلب جہاد پر تنقید نہیں ہے، نہ اس کا مرتبہ گھٹانے کے مترادف ہے اور نہ ہی اس کا مقصد حیاتِ امت اور نصرتِ دین کے سلسلے میں جہاد کے عظیم اثر کا انکار کرنا ہے۔

ضروری ہے کہ بات واضح کی جائے اور جہاد جیسے مبارک عمل کی صورت مسخ کرنے اور مخلص مجاہدین کو نقصان پہنچانے والے واقعات کے ذکر سے دل تنگ نہ کیا جائے۔ جہاں ہم فاسقین اور اسلام کے بدخواہوں کے انحرافات کا انکار کرتے ہیں، وہیں اس کے بالمقابل غلو پر مبنی انحراف کا بھی انکار کیا جانا چاہئے کیونکہ یہ امت کیلئے زیادہ نقصان دہ ہے۔ یہی طریقہ ہے جس سے راہ روشن رہتی ہے۔

یہ سب کچھ گروہی تعصب اور عداوت ظاہر کئے بغیر انتہائی نرمی اور شفقت کے ساتھ کرنا چاہئے۔ ان کے دل جیتنے کی کوشش کرو کیونکہ یہ لوگ خیر کے زیادہ قریب ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے متعلق مذکور ہے کہ انہوں نے جب خوارج سے مناظرہ کیا تو ان میں سے چار ہزار لوگ پلٹ آئے۔ جبکہ فاسقین کی صورتِ حال اس سے مختلف ہے۔

پھر خلیفہ وقت نے ان کا رجوع قبول بھی کیا اور انہیں کوئی سزا نہ دی باوجود اس کے کہ انہوں نے قتال کیلئے صف بندی کی تھی، شبہات میں مبتلا ایسے لوگ جن کے ہاتھ کسی ناجائز خون سے آلودہ نہیں ہوئے، ان کے ساتھ یہی برتاؤ کیا جانا چاہئے بالخصوص جبکہ ان میں سے اکثر لوگ ایسا صرف خیر میں رغبت کی بناء پر کرتے ہیں۔

نصرت کے اہم ترین اسباب میں سے ایک اپنی صفوں کی چھانٹی کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کے متعلق فرمایا۔

﴿لَوْ خَرَجُوا فِيكُم مَّا زَادُوكُمْ إِلَّا خَبَالًا وَلَأَوْضَعُوا خِلَالَكُمْ يَبْغُونَكُمُ الْفِتْنَةَ وَفِيكُمْ سَمَّاعُونَ لَهُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ﴾ (التوبۃ: ۴۷)

''اگر وہ تمہارے ساتھ نکلتے تو تمہارے اندر خرابی کے سوا کسی چیز کا اضافہ نہ کرتے، وہ تمہارے درمیان فتنہ پردازی کے لیے دوڑ دھوپ کرتے اور تمہارے گروہ کا حال یہ ہے کہ ابھی اُس میں بہت سے ایسے لوگ موجود ہیں جو اُن کی باتیں کان لگا کر سنتے ہیں، اللہ اِن ظالموں کو خوب جانتا ہے۔''

حق اور باطل میں، مجاہد اور تخریب کار میں اور مصلح اور مفسد میں فرق کرنا ضروری ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ لوگ وہاں اپنی سرزمین کو دشمن کے حملے سے بچا رہے ہیں، وہ خیر پر ہیں اور جہاد کر رہے ہیں۔ ہماری مذمت اور انکار صرف ان لوگوں کے خلاف ہے جو مسلمانوں کو کافر کہنے کے جرم میں ملوث ہیں، سب کے خلاف نہیں۔

اے نوجوانانِ اسلام! اسلام اور مسلمانوں کیلئے اچھے نتائج حاصل کرنے کیلئے محض اچھی نیتیں کافی نہیں ہیں۔ ہاں بعض حالات میں مسلمان باعث اجر ٹھہرتا ہے اور اس کا عذر مقبول ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ آدمی کو اس کی حسن نیت کے باعث جہاد کا ثواب یا شہادت کی کامیابی عطا کر دیتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جو کوئی اس مرتبے کو پالے، اس نے اسلام کی نصرت کر دی یا مسلمانوں کیلئے کوئی اچھا کام سرانجام دے دیا۔ کچھ لوگ تو میدان جنگ میں صرف شہادت پانے کیلئے اترتے ہیں اور انہیں خبر نہیں کہ اکثر و بیشتر حالات میں اللہ کیلئے زندہ رہنا اس کی راہ میں جلد موت پا جانے سے بہتر ہوتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ شہادت بھی جہاد کا ایک عظیم مقصد ہے لیکن جہاد کا سب سے بڑا مقصد کلمۃ اللہ کی سربلندی ہے تاکہ مسلمانوں کو ان کے دین، مال اور عزتوں کے بارے میں ستایا نہ جائے اور دین سارے کا سارا اللہ کیلئے ہو جائے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں ایک روایت بیان کی ہے جو اسی مفہوم کی تائید کرتی ہے کہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے تین مختلف مواقع پر شہادت کیلئے دعا کی درخواست کی لیکن نبی کریم ﷺ نے ہر بار یہی فرمایا کہ ''اے اللہ! انہیں سلامت رکھ اور مالِ غنیمت سے سرفراز کر۔''

اس کی وجہ یہ ہے کہ شہادت ایک ذاتی فائدہ ہے جبکہ اللہ کی راہ میں اپنی زندگی اور مال کھپانا متعدی فوائد رکھتا ہے اور جو کوئی صدقِ دل سے اللہ سے شہادت مانگے، اللہ تعالیٰ اسے اس مرتبے پر پہنچا دیتا ہے اگرچہ وہ اپنے بستر پر ہی فوت ہو۔

ہم یہ باتیں ایک ایسے وقت میں دہرا رہے ہیں۔ جبکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ مشرق اور مغرب کے چہرے اس جنگ کی طول پکڑتی مدت کو دیکھ کر دمک رہے ہیں حالانکہ یہ جنگ کئی نیک نفوس اور پاکیزہ روحوں کو نگل چکی ہے اور بدستور نگلتی رہے گی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دشمن جب نوجوانانِ اسلام کو محض شہادت پا جانے کی نیت سے جوق در جوق جنگ میں اترتے دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں، وہ اپنا سرمایہ اور سازوسامانِ حرب محض اس بناء پر لگا رہے ہیں کہ ان کی آپس میں مصالحت نہ ہو جائے تاکہ موت کی اور زندگیوں کو نگلنے کی چکی بدستور چلتی رہے۔

اس لئے مسلمان ممالک کا فرض ہے کہ اس جنگ کو روکنے کیلئے اپنی کوششیں بروئے کار لائیں۔ بالخصوص جبکہ وہ گروہ جن کے ہاتھ میں اس المیے کو ختم کرنے کا اختیار ہے اس کیلئے اپنے ہی ہم وطنوں اور اپنی ہی رعایا کا خون کوئی اہمیت نہیں رکھتا کیونکہ درحقیقت وہ ان میں سے ہے ہی نہیں، نہ تو اس گروہ کا دین ان کے دین کا سا ہے اور نہ اس کا مقصد ان کے مقصد سے مطابقت رکھتا ہے بلکہ اس نے اپنے ہی لوگوں پر عجمیوں اور بیگانوں کو مسلط کر رکھا ہے۔

اے اسلام اور امت کے غیرت مند نوجوانو! جب کوئی شخص تمہیں تمہارے علماء امت اور تمہارے ذمہ دارانِ ملک کے متعلق شک و شبہ میں ڈالے اور اپنی ہی قوم اور اپنے ہی وطن کے خلاف تمہیں برانگیختہ کرے تو جان لو کہ وہ جنگ کو تمہارے ملک میں منتقل کر رہا ہے، اس کا ایندھن تمہارے ہی لوگ بنیں گے اور اس کا خسارہ تمہارے ہی وطن کو پہنچے گا، اسلام کو اس سے ذرہ بھر بھی فائدہ نہ ہوگا۔

اپنے ہی لوگوں کے بارے میں ناامیدی کو اپنے پاس نہ پھٹکنے دو، ممکن ہے ان کا کوئی ایسا عذر ہو جہاں تک تمہارے فہم کی رسائی نہ ہو یا یہ بھی ممکن ہے کہ وہ غلطی تو کر رہے ہوں لیکن اس کا علاج ان کے ساتھ نفرت اور بغض کے علاوہ کچھ اور ہو۔ اس کیلئے تمہیں ان لوگوں کی مثال بھی سامنے رکھنی چاہئے جو ان راہوں پر چلے ہیں لیکن پھر اپنے کئے پر پچھتائے ہیں ایسے وقت میں جب کہ پچھتاوے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

اللہ کے بندو! گذشتہ گفتگو میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ صرف ایک تندرست جسم میں موجود زخم کے علاج کیلئے اور اجلے کپڑے پر لگی کچھ گندگی صاف کرنے کیلئے کہا گیا ہے۔ ورنہ خیر بہت زیادہ ہے۔ ہمارے نوجوانوں کی سیرت کا اصل پہلو سلامتی اور استقامت ہے، ان میں سے اکثر راہِ ہدایت و خیر پر گامزن ہیں جو مومنوں کیلئے باعث خوشی ہے اور منافقوں کیلئے باعث حسد، وہی منافقین کہ حق کو باطل کے ساتھ ملانا اور کثیر کے مقابلے میں قلیل تعداد کو اندھیرے میں رکھنا جن کا ہمیشہ سے شعار رہا ہے۔

انہیں موقع ملا کہ کچھ دیندار لوگوں میں خود دین کے خلاف زہر پیدا کریں اور اپنے انحرافات کو ہی اعتدال اور میانہ روی کی روش بنا کر دکھائیں۔ جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے، یہ سب اللہ کی طرف سے تنبیہ اور آزمائش و ابتلاء ہے تاکہ مومن اور منافق میں اور نیک اور بد میں فرق ہو جائے اور تاکہ دل اپنے اندر کی بات باہر نکالیں اور ہلاک ہونے والا بھی دلیل سے ہلاک ہو اور زندہ رہنے والا بھی دلیل سے زندہ رہے۔

اللہ کا دین بہر حال منصور رہے گا، اسے ہماری نصرت اور مدد کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ خود ہمیں ضرورت ہے کہ ہم اس کی سربلندی اور غلبے کیلئے جدوجہد کریں۔

دوسرا خطبہ

اے اہل اسلام! حق اور عدل کی تلاش انسان کی فطرت ہے، جاہلیت ہو یا اسلام، لوگ بہر حال ان

معاہدوں اور میثاقوں کی جانب لپکتے ہیں جو حقوق کی حفاظت کرتے اور عدل قائم کرتے ہیں، اگرچہ یہی لوگ حق کو باطل میں خلط ملط بھی کرتے ہیں تا کہ حق ان کی اغراض کے تابع ہو جائے خواہ وہ اغراض عدل کے کتنی ہی مخالف ہوں۔

موجودہ وقت میں جن چیزوں کی جانب نگاہ اٹھتی ہے، وہ پے درپے بدلتے حالات، تیزی سے رونما ہوتی ہوئی نوع بہ نوع تبدیلیاں، سیاست، اصول اور نظریات کے اختلافات اور معاہدات، اقدار اور میثاقوں کی پامالی جیسے دلخراش واقعات ہیں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ ممالک اور افراد جب بپھرتے ہیں تو بحر متلاطم کی بلاخیز موجوں کی طرح اٹھتے ہیں اور ان کے درمیان اقدار ونظریات اور اقوام کا حشر کسی پرندے کے گھونسلے کا سا ہوتا ہے جس کیساتھ وہ آپس میں دنگل رچاتے ہیں اور پھر اسے چیر پھاڑ دیتے ہیں اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا۔

جو آدمی کل کلاں دین کے نام پر شیطان تھا، آج گہرا دوست ہے اور دین کی کوئی پرواہ نہیں۔ یہ سب کچھ اپنے مخصوص مقاصد کی تکمیل کیلئے کیا جا رہا ہے اس لئے اصل افسوس نہ تو تباہ ہونے والی اقوام پر ہے نہ بہائے جانے والے خونوں پر اور نہ پامال کیے جانے والے معاہدات اور قدروں پر، ان میں سے کچھ بھی اصل مقصود نہیں۔ یہ سب کام تو اپنے مقاصد اور خواہشات کی تکمیل کیلئے بطور وسائل استعمال کئے جا رہے ہیں۔ انسان کی یہی صورت حال ہوتی ہے جب وہ اپنے اللہ سے دور ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ ان واقعات کو باعث خیر بنائے کہ ان واقعات نے تہذیب کا رونا رونے والوں کے گھناؤنے چہرے سے بھی پردہ اٹھایا ہے اور بہت ساری تنظیموں، جماعتوں اور سیاسیات کی بھی نقاب کشائی کی ہے۔ ان واقعات نے ثابت کر دکھایا ہے کہ ان لوگوں کی طرف سے انسانی حقوق اور حق کے دفاع کے راگ الاپنا اور مظلوموں کی مدد کے نعرے لگانا محض کھوکھلے دعوے ہیں۔ اسی طرح انہی واقعات نے یہ بھی واضح کر دکھایا ہے کہ بلند نظریات اور مقاصد رکھنے والے لوگ کون ہیں جو بہر حال حق اور عدل کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں اگرچہ وہ اکیلے ہی کیوں نہ ہوں۔

مسلمان بھی بین الاقوامی تنظیموں اور عالمی اداروں میں شامل ہوئے لیکن حاصل کیا ہوا؟ کیا ان کے خون محفوظ ہو گئے؟ انکے حقوق کی پاسداری کی جانے لگی؟ یا زور آور لوگ بغیر کسی شرم وحیاء کے انہیں روندتے رہے۔

آج عالم اسلام کو مخدوش حالات درپیش ہیں اور جلاد صفت اور رحم سے عاری لوگ اس کی سانسیں بجھانے اور اپنے مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں مگن ہیں۔ یہ دیکھو، یہ فلسطین ہے جس کی خرید وفروخت اور سودے بازی جاری ہے، جس کی سرزمین لہولہان ہے اور جس کے باسی بے گھر ہیں اور انہیں کوئی جائے قرار میسر نہیں۔

یہ دیکھو کہ یہ شام ہے، جہاں ہزاروں بے گھر ہوئے اور لاکھوں قتل اور زخمی۔۔۔۔! پوری دنیا ! اپنی خود غرضیوں سے بھرپور ہے، اس واشگاف ظلم پر آنکھیں بند کئے ہوئے ہے اور اپنے ہی معاہدوں اور میثاقوں کو پرکاہ جتنی وقعت نہیں دے رہی۔

ان تمام واقعات اور حالات کی گہری دھند میں ایک مسلمان کے سامنے کچھ نشانات اور حقائق ہونے چاہئیں جن کے ساتھ وہ چمٹا رہے، کوئی کنارہ اور گوشہ ہونا چاہئے جہاں وہ سکون پائے تا کہ زور آور بپھری آندھیاں اسے غرق نہ کر ڈالیں۔

اس مقصد کیلئے کوئی گوشہ ایسا نہیں جو اللہ کی جانب پلٹنے، اس کے سامنے التجاء کرنے، اس کے حضور دست دعا پھیلانے اور اس پر بھروسا کرنے سے زیادہ مضبوط ہو۔ اللہ ہی بہترین دوست اور مددگار ہے اس لئے اللہ کی جانب دوڑو۔

اسلام ایک عقیدہ، شریعت اور محکم اصولوں کا نام ہے، جن کے ساتھ اور جن کی خاطر مسلمان زندہ رہتا ہے اور جن کا دفاع کرتا ہے۔ ہمارا مستقبل دین کے ساتھ وفاداری سے وابستہ ہے۔ حق کے ساتھ وابستگی بڑی بھاری ذمہ داری ہے جسے مومن نبھاتے ہیں اور مخالفین، حاسدین اور ذلیل وحقیر لوگوں کی چالوں اور ریشہ دوانیوں پر صبر کرتے ہیں۔

اے مسلمانو! ایک سچا مسلمان نہ تو کمزوری دکھاتا ہے، نہ پریشان ہوتا ہے، نہ سرکتا ہے اور نہ تردد میں پڑتا ہے کیونکہ اسے اللہ پر بھروسا ہوتا ہے اور وہ اس کے ساتھ اچھا گمان رکھتا ہے۔

لوگ ایک ایسے وقت میں جی رہے ہیں جبکہ حق اور باطل ان کے سامنے خلط ملط ہو چکے ہیں اور جھوٹے نعرے انہیں اپنی خواہشات پر چلا رہے ہیں لیکن اللہ کا قانون اور اس کی حکمت اٹل ہے۔

﴿مَّا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۗ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِن رُّسُلِهِ مَن يَشَاءُ﴾ (آل عمران:۱۷۹)

''اللہ مومنوں کو اس حالت میں ہرگز نہ رہنے دے گا جس میں تم اس وقت پائے جاتے ہو وہ پاک لوگوں کو ناپاک لوگوں سے الگ کر کے رہے گا مگر اللہ کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ تم کو غیب پر مطلع کر دے۔''

شاید مشکل حالات کا مقصد بھی یہی ہے کہ مضبوطی اور پامردی کی تربیت دی جائے اور لوگوں کی ان صلاحیتوں کو نکھارا جائے جن پر خوشحالی اور خواہشات کا زنگ چڑھ چکا ہے۔

ہم جس بات پر کامل ایمان رکھتے ہیں وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس امت کی خیر مطلوب ہے، اس کا انجام خیر ہی ہو گا اگرچہ عارضی طور پر اسے پریشانی یا مخدوش حالات گھیرے ہوئے ہوں۔ ہم کس قدر ضرورت مند ہیں اس بات کے کہ اللہ پر توکل، اعتماد اور حسن ظن رکھیں اور اسباب نصرت اپنانے کی اپنی سی کوشش کرتے رہیں۔

اے مسلمانو! ایک بہت ہی بڑا اصول اتحاد واتفاق اپنانا اور اختلاف وتفریق سے دور رہنا ہے۔ صفوں میں اتحاد کا پایا جانا ایک عظیم اور برتر اسلامی مقصد ہے اور تفریق کی سب سے بری شکل دین میں تفریق بازی ہے۔

اسی طرح اغراض پر مبنی افواہوں اور خوفناک خبروں سے بھی ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ انہی سے پھوٹ پڑتی ہے اور اتحاد میں دراڑیں پڑتی ہیں۔ کتنے ہی کلمات یا خود غرضی پر مبنی اعمال ہیں جن کو پہچاننے میں آدمی قاصر رہتا ہے، اسے کچھ خبر نہیں ہوتی کہ یہ تو آگ ہے جو اس کا گھر جلا دے گی اور اسے انتشار، فساد، نظام وامن کی تباہی اور اثاثوں اور جانوں پر ناجائز دست درازی تک پہنچا دے گی۔

اے اہل اسلام! اسلامی خطے نشانے پر ہیں اور فضا تخریب وتفریق کے وسائل سے اٹی ہوئی ہے۔ ایسے میں مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ ان باتوں سے چوکنا رہے جو سینوں میں آگ بھڑکاتی اور عداوتیں جنم دیتی ہیں۔ اسے چاہئے کہ خود غرضی کی بنیاد پر کھڑے ان ذرائع ابلاغ سے

ہوشیار رہے۔ ہر ایسی بات سے دامن بچائے جو اس کے دل میں اس کے اپنوں اور ہم وطنوں کے خلاف آگ بھڑکائے، اللہ تعالیٰ نے خواہش پرستوں، فسادیوں اور شکوک وشبہات والوں کی ہم نشینی سے منع کیا ہے۔

اللہ کے بندو! آخر میں ایک روایت کی روشنی میں ملک شام پر ایک ہلکی سی نگاہ اور ڈالیں۔ اسے امام ابن رجب نے بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ''جب سردی کا موسم آتا تو حضرت عمر ؓ ان کا خاص خیال کرتے اور انہیں وصیت میں لکھتے کہ ''سردی آچکی ہے اور یہ ایک دشمن ہے۔ اس لئے موزے، جرابیں اور گرم کپڑے پہن کر اس کا مقابلہ کرو، اون کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لو کیونکہ سردی ایک ایسا دشمن ہے جو بہت جلد داخل ہو جاتا اور بہت دیر سے نکلتا ہے۔''

اس طرح حضرت عمر ؓ کے زمانے میں جب شام فتح ہوا تو حضرت عمر ؓ وہاں موجود صحابہ اور دیگر لوگوں کی فکر کرتے جنہیں پہلے سردی کا کوئی تجربہ نہ تھا اور انہیں تلقین کرتے کہ ملک شام کی سردی سے بچیں۔

حضرت عمر فاروق ؓ نے شام کی سردی کو اس وقت محسوس کیا جب کہ وہاں امن اور خوشحالی کی فراوانی تھی۔ آج جبکہ اس ملک سے امن بھی رخصت ہو چکا ہے، گھر اجڑ چکے ہیں اور گھروں کی جگہ خیمے اور جھونپڑیاں کھڑی ہیں جو نہ تو یخ بستہ ہواؤں سے بچاتی ہیں اور نہ بارش سے پناہ دیتی ہیں۔

شام کے لوگوں پر جنگ، دربدری، سردی، فاقہ کشی اور گھیراؤ کی آزمائشیں پے بہ پے اتر رہی ہیں۔ ان میں سے بہت سے لوگ پسپا ہو چکے ہیں اور اپنے خون کی حفاظت اور اپنے آنسو پونچھنے کیلئے کوئی کوشش نہیں کر رہے اور نہ چڑھائی کرنے والے دشمن کے خلاف مدافعت کی ذمہ داری نبھا رہے ہیں۔

اس لئے چھوٹی سے چھوٹی ذمہ داری جو مسلمانوں پر عائد ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اہل ثروت مسلمان شام کے مجبور ولاچار باسیوں پر خرچ کریں بالخصوص جبکہ بے پناہ ٹھنڈ کا موسم ہے اور بارشیں مسلسل آرہی ہیں اور ان سب پر مستزاد جان لیوا برفباری ہے، اس لئے مسلمانوں کی چھوٹی سے چھوٹی ذمہ داری یہی ہے کہ اپنے بھائیوں کی پسپائی کا کفارہ انہیں کپڑے اور خوراک مہیا کر کے ادا کریں جس سے وہ بھوک اور سردی سے محفوظ رہ سکیں۔

سب مسلمانوں پر اپنی اپنی استطاعت کے مطابق خرچ کرنا واجب ہے حتی کہ ان کے لئے کافی ہو جائے اور ان کی ضرورت پوری ہو جائے بالخصوص جبکہ موت سردی کی چھری ہاتھ میں لئے خیموں میں گھوم رہی ہے اور بچے بوڑھے اور عورتیں اس کی بھینٹ چڑھ رہے ہیں۔

یہ کوئی مروت اور خودداری نہیں کہ ہم اپنے بچوں کو تو سلانے سے پہلے ان کی خبرگیری کریں حالانکہ انہیں گرم کپڑے اور رضائیاں سب کچھ میسر ہے، وہ اپنے گھروں میں امن و عافیت سے ہیں اور انہیں مال کی فراوانی میسر ہے جبکہ دوسری طرف ہمارے بھائیوں کی یہ حالت ہے کہ ان کے بچے ان کے ہاتھوں میں دم توڑ رہے ہیں۔ ان کی جانیں لٹ رہی ہیں اور ان کے پاس اپنے بچوں کیلئے سوائے آنسوؤں کی مالا کے یا اشکوں کی برسات کے اور کچھ نہیں جن کے ساتھ وہ یہ مصیبت گزار رہے ہیں اور معصوم بچوں کی مختصر سی زندگی کے المناک باب کو انجام تک پہنچا رہے ہیں۔

اپنے بھائیوں کے ساتھ ہو جاؤ، اللہ تمہارا اور ان کا ہو جائے گا اور وہ سب کچھ کرو جس سے تم انہیں اور اپنے آپ کو آزمائش سے بچا سکو۔

اے اللہ! اسلام اور مسلمانوں کو عزت عطا فرما اور سرکش، ملحد اور فسادیوں کو ذلیل و رسوا فرما۔ اے اللہ! اس امت کو ایسی پختہ شاہراہ پر جما دے جس پر چلنے سے فرمانبرداروں کو عزت ملے، نافرمانوں کی ہدایت کا سامان ہو، جہاں نیکی کا حکم دیا جائے اور برائی سے منع کیا جائے۔

اے اللہ! جو کوئی اسلام اور مسلمانوں کا برا چاہے، اسے اپنے آپ میں الجھا دے، اس کی چال کو اسی کے گلے کا پھندا بنا اور اے رب العالمین! اسے برے حالات میں الجھا دے۔

اے اللہ! ہمارے شامی بھائیوں پر مہربانی فرما۔ اے اللہ! ان کی پریشانی دور فرما۔ ان کو جلد کشادگی عطا فرما۔ اے اللہ! ان کی ناتوانی پر رحم فرما، ان کی کوتاہی کا ازالہ فرما اور ان کے معاملے کا والی بن جا۔

اے اللہ! مسلمانوں کے تمام ممالک میں امن وخوشحالی کی فراوانی فرما اور ہمارے لئے شریروں کے شر اور فاجروں کی چال کے مقابلے میں کافی ہو جا۔ آمین یارب العالمین!

بقیہ | نبی کریم ﷺ ...... پیکر حسن وجمال

یعنی آپ انتہائی امانتدار اور اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ اور چنے ہوئے ہیں۔ جو کہ خیر وبھلائی کی طرف دعوت دے کر گمراہی کے اندھیروں کو اس طرح دور کرتے اور روشنی پھیلاتے ہیں جس طرح چودھویں رات کے چاند کی روشنی سے اندھیرے دور ہو جاتے ہیں۔ (دلائل النبوۃ:۱/۳۰۱) آپ ﷺ کا چہرہ بڑا بارعب تھا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ کی بیوی حضرت زینبؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتو! صدقہ خیرات کرتی رہا کرو، اگرچہ اپنے زیورات ہی سے کیوں نہ کرنا پڑے۔ فرماتی ہیں کہ میں عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس آئی اور ان سے کہا: آپ کے پاس اتنا زیادہ مال نہیں ہے، نبی کریم ﷺ نے ہمیں صدقہ وخیرات کرنے کا حکم دیا ہے اس لیے آپ رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر پوچھیں کہ اگر میرا آپ کو صدقہ وخیرات لگ جاتا ہے تو میں آپ کو دے دیا کروں گی؟ فرماتی ہیں کہ میں گئی تو ایک اور عورت کو دیکھتی ہوں کہ وہ بھی آپ ﷺ کے دروازے پر کھڑی ہے اور وہ بھی آپ ﷺ سے وہی پوچھنے کے لیے آئی تھی جو میں پوچھنے کے لئے گئی تھی: ''وكان رسول الله وسلم قد القيت عليه مهابة'' آپ کا چہرہ مبارک بڑا بارعب تھا۔ متنبی کا یہ شعر بھی آپ ہی پر منطبق ہوتا ہے۔

مضت الدهور فما اتين بمثله
ولقد اتىٰ فعجزن عن نظرائه

''نہ ماضی میں ایسا پیدا ہوا ہے اور نہ ہی مستقبل میں ہوگا۔'' (دیوان متنبی ص۲)

سیدنا براء بن عازب ؓ آپ کے حسن و جمال کے بارے میں فیصلہ کرتے ہیں:

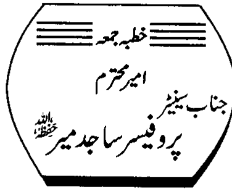
''لم ار شيئا قط احسن منه''

میں نے آپ سے زیادہ حسین وجمیل کبھی دیکھا ہی نہیں۔ (بخاری، مسلم) ''صلی الله علیه وسلم''





محبتِ رسول ﷺ



حمد و ثناء کے بعد ارشادِ خداوندی ہے:

﴿قُلۡ اِنۡ كَانَ اٰبَآؤُكُمۡ وَ اَبۡنَآؤُكُمۡ وَ اِخۡوَانُكُمۡ وَ اَزۡوَاجُكُمۡ وَ عَشِيۡرَتُكُمۡ وَ اَمۡوَالُ ۨاقۡتَرَفۡتُمُوۡهَا وَ تِجَارَةٌ تَخۡشَوۡنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرۡضَوۡنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَيۡكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ وَ جِهَادٍ فِىۡ سَبِيۡلِهٖ فَتَرَبَّصُوۡا حَتّٰى يَاۡتِىَ اللّٰهُ بِاَمۡرِهٖ وَ اللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِيۡنَ﴾[سورۃ التوبۃ:۲۴]

مسلمانو! اگر تمھارے باپ اور تمھارے بیٹے، تمھارے بھائی اور تمھاری بیویاں، تمھارے کنبے، قبیلے اور مال و دولت جو تم جمع کرتے ہو، تجارت اور کاروبار جس میں نقصان ہونے سے ڈرتے ہو اور وہ گھر جو تمھیں بڑے پسند ہیں، یہ ساری چیزیں اگر تمھارے نزدیک اللہ، اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیاری اور محبوب ہیں تو پھر تم اس وقت کا انتظار کرو جب اللہ تعالیٰ اپنے عذاب اور سزا کا حکم لائیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ فاسق اور نافرمان لوگوں کو پسند نہیں کرتے۔

محبت رسول ﷺ حب الٰہی کی شاخ ہے:

مسلمان کا اپنے رب سے تعلق، ڈر اور احترام کا بھی ہوتا ہے، محبت اور گہری وابستگی کا بھی ہوتا ہے، فرمایا:

﴿وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾ [البقرۃ:۱۶۵]

"بلاشبہ ایمان والے تو اللہ کی محبت میں بڑے پختہ اور مضبوط ہوتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ سے محبت اور گہری وابستگی کا قدرتی نتیجہ یہ بھی ہوتا ہے کہ مسلمان اللہ کے رسول ﷺ سے بھی محبت رکھتا ہے۔ حب رسولؐ اصل میں حب الٰہی کی ایک شاخ ہے اور اس کا نتیجہ ہے۔ رسول ﷺ کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ وہ اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں اور یہ اللہ اور رسول کے ساتھ ایک ایسی محبت اور تعلق ہے جس کے بغیر ایمان کبھی مکمل نہیں ہوتا۔ خاص طور پر جب تک نبی محترم ﷺ کی پوری عزت، احترام، وقار اور محبت دل کے اندر نہ ہو، اسلام اور ایمان کا کوئی تصور نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنے رسول ﷺ کو بھیجا ہی اس لیے ہے کہ:

﴿لِتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَتُعَزِّرُوۡهُ وَتُوَقِّرُوۡهُ﴾

[الفتح ۹]

اللہ اور اس کے رسول پر ایمان بھی لانا ہے اور رسول کی دین میں مدد بھی کرنا ہے۔ آپ ﷺ کی توقیر، عظمت اور احترام بھی کرنا ہے۔ اسی عظمت اور احترام کی وجہ سے پھر یہ حکم ہوا کہ:

﴿لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِىِّ﴾

[الحجرات:۲]

اللہ کے نبی ﷺ کی بات سے اپنی بات کو اونچا مت کرو۔ دیکھنے اور محسوس کرنے میں بھی بات اونچی نہ ہو اور عملی طور پر بھی اونچی نہ ہو۔ یہ نہ ہو کہ دیکھنے میں اور ظاہری طور پر تو تم نے اپنے لہجے کو پست رکھا لیکن جب عمل کا وقت آیا تو اپنی یا کسی اور کی مان لی اور رسول اللہ ﷺ کی بات کو چھوڑ دیا۔ یہ آپ ﷺ کے احترام، عزت، ادب اور آپ کے ساتھ مسلمان کا جو تعلق ہوتا ہے اور ہونا چاہئے اس کے منافی ہے۔ فرمایا:

﴿لَا تُقَدِّمُوۡا بَيۡنَ يَدَىِ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ﴾

الحجرات:۱

اللہ اور رسول سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرو کہ اپنی عقل، رائے اور قیاس کو آپ کی بتائی ہوئی بات سے زیادہ اہمیت دو یا جہاں تک آپ کسی معاملے میں لے جانا چاہتے ہو، وہاں تک جاؤ، جہاں سے روکنا چاہتے ہو وہاں رک جاؤ، اس سے آگے نہ بڑھو۔ بلکہ مقررہ حدود کی پابندی کرو، یہ اس ادب، احترام اور محبت کا تقاضا ہے۔

ہم رسول اللہ ﷺ سے محبت کیوں کرتے ہیں:

مگر سوال یہ ہے کہ یہ محبت اور احترام کیا ہے، محبت کیوں ہوتی ہے، کیسے ہوتی ہے اور اس کے تقاضے کیا ہیں؟

محبت کیا ہے، دل کی ایک کشش، میلان اور رجحان ہے، کسی کی طرف رجوع ہے، کسی پسندیدہ شخص یا پسندیدہ چیز کے لیے دل کے رجحان، میلان اور کشش کو محبت کہتے ہیں۔ یہ قدرتی اور طبعی بھی ہوتی ہے، جیسے اپنے اقرباء، اپنے ماں باپ، اپنی اولاد، اپنے بہن بھائی اور اپنے قریبی رشتہ داروں سے کرتے ہیں۔

ہم میں سے کسی کا نبی کریم ﷺ کے ساتھ خون کے رشتے کا تعلق نہیں، اس زمانے میں جو آپ کے قریبی تھے ان کے ساتھ تھا، اب تو ایسی بات نہیں مگر روحانی لحاظ سے آپ ﷺ امت کے بڑے ہیں، امت کے باپ ہیں:

﴿اَلنَّبِىُّ اَوۡلٰى بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِهِمۡ﴾

"اور ہر قریبی سے زیادہ آپ کا ہر امتی پر حق ہے۔"

اگرچہ بظاہر ہمارا خونی اور نسبی تعلق نہیں لیکن آپ ﷺ کی شفقت کے لحاظ سے، آپ امت کے بڑے اور رہنما ہونے کے لحاظ سے دل میں والد سے زیادہ آپ کیلئے احترام ہونا چاہئے، زیادہ کیوں؟ اس لیے کہ

((لَا يُؤۡمِنُ أَحَدُكُم حَتّٰى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيۡهِ مِنۡ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجۡمَعِيۡنَ))[صحیح البخاری]

"ایمان تو تب مکمل ہوگا جب تم میرے ساتھ وہ تعلق اور محبت رکھو گے جو والد، اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ ہے۔"

نبی کریم ﷺ سے محبت کی دوسری وجہ

دوسری قسم جس کو علماء نے عقلی محبت کا نام دیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ کسی کے جمال، کمال، کسی کی خوبصورتی، خوب سیرتی یا اس کے ہمارے اوپر کسی احسان کی وجہ سے اس کی اچھی صورت، سیرت، کمال اور احسان پر غور کر کے شعوری طور پر دل کے اندر محبت پیدا کرنا اور پیدا ہونا ہے۔

جہاں تک کمالِ ظاہری اور خوبصورتی کا تعلق ہے وہ بھی دل کے اندر ایک (اچھی یا بری) کشش پیدا کرتی ہے۔ نبی ﷺ کے اندر یہ تینوں چیزیں موجود تھیں، کمالِ صورت بھی، کمالِ سیرت بھی اور کمال احسان بھی۔

جہاں تک ظاہری کمال اور صورت کا تعلق ہے جن لوگوں نے دیکھا، انہوں نے اپنی گواہی کو قیامت تک کتابوں میں محفوظ کیا، جیسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ جن کی بات

مسلم کی صحیح میں موجود ہے:

((كَانَ مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ))

اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو سورج اور چاند کی طرح حسن عطا فرمایا ہوا تھا۔ کسی نے اس طرح بیان کیا:

'لَوْ رَأَيْتَهُ رَأَيْتَ الشَّمْسَ طَالِعَةً' [سنن الدارمی، مقدمہ، باب فی حسن النبی ﷺ (۴۴/۱) رقم (۶۰) شعب الایمان (۱۵۱/۲) الرقم (۱۴۲۰)]

آپ کے باطنی کمالات کی وجہ سے محبت:

جہاں تک باطنی اور اندرونی کمالات کا ذکر ہے اور جن کا تعلق انسان کی سیرت اور کردار سے ہوتا ہے، یہ ایک الگ اور مستقل مضمون ہے لیکن اختصار کے ساتھ، اللہ تعالیٰ نے آپ کی سیرت اور کردار کے بارے میں عرش عظیم سے گواہی دی:

﴿إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ [القلم:۴]

آپ ﷺ کے اخلاق اور کردار بہت ہی اونچے معیار کے ہیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آپ ﷺ کی پاکیزہ زندگی کی قسم کھائی ہے، اتنی پاک زندگی اور بے داغ سیرت کہ اللہ کریم قرآن پاک میں اس کی قسم کھاتے ہیں:

﴿لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ﴾ [الحجر:۷۲]

نبی کریم ﷺ کے دکھ سکھ کی ساتھی اور غمخوار بیوی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا جنہوں نے آپ کے شب و روز کو دیکھا تھا، آپ کی سیرت اور کردار کی عظمت سے اچھی طرح واقف تھیں، پہلی وحی آنے کے بعد ان کی گواہی دی، جب قدرتی طور پہ آپ ﷺ پریشانی اور گھبراہٹ کا شکار تھے کہ اتنی بڑی ذمہ داری مجھ پر ڈالی جارہی ہے، پورے عرب اور پھر پوری دنیا کی اصلاح میں اکیلا کیسے کروں گا، تسلی دینے کے لیے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے کردار کا خلاصہ چند الفاظ میں بیان کیا:

((إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ، وَ تَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ)) [صحیح البخاری]

آپ ﷺ قریبیوں، رشتہ داروں اور عزیزوں سے بہترین برتاؤ کرنے والے ہیں، لوگوں کا بوجھ اٹھانے والے ہیں، نادار کو سرمایہ دینے والے، مہمان کی خدمت کرنے والے ہیں اور مصیبت زدگان کی مدد کرنے والے ہیں، اس لیے مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بڑے کام میں جو آپ پر ڈالا جارہا ہے، جو ذمہ داری آپ ﷺ پر عائد کی جارہی ہے، اس کام میں بھی اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائیں گے۔

محسن انسانیت سے محبت اس لیے بھی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ [التوبۃ ۱۲۸]

جو چیزیں انسانیت کو تکلیف دینے والی ہیں، ان کی تکلیف کسی اور سے زیادہ آپ ﷺ خود محسوس فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ﴾ [الشعراء:۳]

آپ تو اس غم میں اپنی جان کو ہلکان کررہے ہیں، اس غم میں گھلے جارہے ہیں کہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے؟...... حق پر یقین کیوں نہیں کرتے؟ ...... میرے سچے پیغام کو کیوں نہیں مانتے اور یہ غم کیوں ہے، یہ غم اس لیے ہے کہ اگر نہیں مانیں گے تو ان کا نقصان ہوگا، نہیں مانیں گے تو جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ آپ ﷺ کی ساری تگ و دو انسانیت کو جہنم سے بچانے کے لیے ہے۔ راتوں کی دعائیں، دن کی بھاگ دوڑ، لوگوں سے جدل، بحث اور گفتگو، دور دراز کے سفر، جہاد اور جنگیں، زخم کھانا اور اپنے عزیز ترین، پیارے ساتھیوں کو شہید کروانا، یہ سب کیوں تھا، سب لوگوں تک ہدایت پہنچانے کی کوشش تھی، لوگوں کو جہنم سے بچانے کی کوشش تھی، ان کو آگ سے بچا کر جنت کے راستے پر گامزن کرنے کی کوشش کی۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:

((أَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ وَأَنْتُمْ تَقَحَّمُونَ فِي النَّارِ)) [صحیح مسلم]

میری کوشش یہ ہے کہ میں تمھیں کھینچ کر جہنم کے راستے سے واپس لے آؤں۔

یہ ہمدردی و محبت جو آپ ﷺ کو انسانیت، امت کے ساتھ تھی، اس کا لازمی تقاضا پھر یہ بھی ہے کہ امت اور انسان بھی آپ ﷺ کے ساتھ محبت رکھیں۔ آپ بخشش اور مغفرت کی دعائیں کرتے تھکتے نہیں تھے، یہاں بھی آپ کی دعائیں جاری ہیں اور قیامت کے میدان میں بھی جب سب اپنی اپنی جان کی فکر میں لگ جائیں گے۔

نبی کریم ﷺ سے محبت ایمان کا لازمی جزو ہے

یہ محبت ایمان کا لازمی نتیجہ بھی ہے، اسے آپ محبت شرعی بھی کہہ سکتے ہیں، ایسی محبت کہ جس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ حفیظ جالندھری نے اسی حدیث کا ترجمہ ہی کیا ہے۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

اگر یہ محبت دل میں نہیں تو ایمان نہیں اور اسلام نامکمل ہے۔

صحیح بخاری میں ایک اور حدیث ہے جس میں آپ ﷺ فرماتے ہیں:

((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الإِيمَانِ))

تین چیزیں ایسی ہیں، اگر تم اپنے اندر پیدا کرلو تو تمھیں ایمان کی حلاوت، مٹھاس اور ایمان کا صحیح ذائقہ مل جائے۔ ان میں سب سے پہلی کیا ہے:

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کو اپنے دل میں اس حد تک بسالو کہ کسی اور کا مقام نہ ہو، دل میں کسی اور کے لیے وہ جگہ نہ ہو جو اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے۔

نبی کریم ﷺ سے صحابہ کی محبت کا اچھوتا انداز

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جو بعد میں مسلمان ہوئے تھے، یہ پہلے قریش کے نمائندے اور سفیر تھے، بات چیت کرنے کے لیے آئے، مسلمان مکے سے باہر تھے، انہوں نے جاکر اپنے ساتھی سرداروں کو بتایا کہ مسلمان تو اب محمد ﷺ کی اتنی عزت اور احترام کرتے ہیں کہ تم تصور بھی نہیں کرسکتے:

میں نے دنیا کے دربار دیکھے اور میں کہہ سکتا ہوں کہ کسی رئیس اور بڑے کی اس کے ساتھیوں نے ایسی عزت، احترام اور محبت نہیں کی جو محمد ﷺ کے ساتھی آپ کی کرتے ہیں، وہ کیا کرتے ہیں؟

'وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ'.

مجلس میں باتیں ہورہی ہوں لیکن جب آپ ﷺ بولتے ہیں تو سب خاموش ہوجاتے ہیں، سب اپنی آوازیں بند کرلیتے ہیں:

'وَمَا يُحِدُّوْنَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ'.

میں نے کسی آدمی کو نظر بھر کے آپ کی طرف دیکھتے ہوئے نہیں پایا، وہ نظریں نیچی رکھتے ہیں، احترام اور ادب کرتے ہیں:

'وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلَى وَضُوْئِهِ'.
[صحیح البخاری]

نماز کا وقت ہوا، میرے سامنے آپ ﷺ نے وضو کے لیے پانی منگوایا، جانثاروں نے وضو کا پانی زمین پر نہیں گرنے دیا، وہ زمین پر گرنے سے پہلے اسے اپنے ہاتھوں میں لے لیتے تھے اور برکت، تعظیم اور محبت کے لیے اپنے ہاتھوں، بازوؤں اور چہروں پر ملتے تھے۔

اس نے کہا، میرے ساتھیو! اس سے سبق ملتا ہے کہ جو قوم اپنے پیارے اور محبوب قائد کے وضو کا استعمال شدہ پانی نیچے نہیں گرنے دیتی وہ آپ کے خون کے قطرے کب اور کیسے گرنے دے گی، اب ہم ان کے ساتھ نہیں لڑ سکتے، اب صلح بہتر ہے، جس شرط پر بھی ہو مان لینا چاہیے۔

محبت رسول ﷺ کے سامنے ہر چیز قربان

اس حد تک تعلق اور احترام کہ کوئی رشتہ اور تعلق اس سے زیادہ تو دور کی بات ہے، صحابہ کے نزدیک اس کے برابر بھی نہیں تھا، جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور آپ کے بیٹے عبدالرحمٰن کا آپس میں مکالمہ ظاہر کرتا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ بیٹا جنگ بدر کے موقع پر مسلمان نہیں تھا، بعد میں اسلام لایا، اس نے مسلمان ہونے کے بعد باپ کو یاد دلایا:

((فَقَالَ لِأَبِيْهِ لَقَدْ هَدَفْتَ لِيْ يَوْمَ بَدْرٍ مِرَارًا فَصَدَفْتُ عَنْكَ))

میں نے آپ کو پہچان لیا، مجھے پتا چل گیا کہ میدان کارزار میں لڑتے لڑتے آپ میرے سامنے آگئے، آپ کی توجہ نہیں تھی، اگر میں چاہتا تو ایک ہی وار سے سر قلم کر سکتا تھا لیکن بہر حال مخالفوں کی صفوں میں ہونے کے باوجود میں بیٹا تھا، آپ باپ تھے، آپ میرے محسن اور بڑے تھے اس لیے میں نے وار نہیں کیا:

تاریخ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جواب یادگار ہے، آپ نے فرمایا: 'لَوْ هَدَفْتَ لِيْ لَمْ أَصْدِفْ'.

افسوس کہ مجھے پتا نہیں چلا، اگر تم میرے وار کی زد میں ہوتے تو میں اس وجہ سے وار نہ روکتا کہ تم میرے بیٹے ہو، وار کرتا اور تمھارے ٹکڑے ٹکڑے کرتا، یہ سمجھ کر کہ تم میرے بیٹے تو ہو لیکن میرے نبی اور اس کے دین کے مخالف ہو۔ [السيرة النبوية الحلبية (۲/۴۱۴)]

یہ ہے وہ محبت اور تعظیم کا جذبہ، جو صحابہ کے دل کے اندر تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ تو خاص آدمی ہیں، عام صحابی حتیٰ کہ عورتیں، احد کی مشہور جنگ میں ایک خاتون صحابیہ کو خبر ملی کہ تیرا باپ، خاوند اور بیٹا باری باری تینوں شہید ہو گئے، لیکن وہ ہر اطلاع ملنے پر کہتی تھی، ہمارے نبی ﷺ کیسے ہیں؟ کیا آپ ﷺ تو محفوظ ہیں؟ اور پھر جب وہ لاشوں کو سنبھالنے کے لیے میدان جنگ میں آئی تو اس نے اپنی آنکھوں سے نبی ﷺ کو آتے دیکھا تو اس کی زبان سے یہ الفاظ نکلے جو تاریخ نے محفوظ کیے ہیں: 'كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ'.

مجھ پر باپ، شوہر اور بیٹے کی شہادت کی شکل میں تین مصیبتیں یکدم اور اکٹھی آئی ہیں، لیکن اگر آپ ہیں تو اللہ کی رضا کے لیے ان سب تکلیفوں کو برداشت کروں گی، آپ ﷺ کے ہوتے ہوئے مجھے اس بڑے نقصان کی پروا تو ہے لیکن وہ نہیں جو ہونی چاہیے۔ [سبل الهدى والرشاد (۱۱/۴۳۱) سیرۃ ابن ہشام (۲/۹۹)]

محبت رسول ﷺ کا چشمہ ایمان ہے

نبی کریم ﷺ سے جو محبت اور تعلق ہے اس کی عجیب کیفیت ہے، یعنی آپ اندازہ کریں کہ ''ہندہ'' جو ابوسفیان کی بیوی تھی، جو اتنی شدید دشمن اور مخالف تھی کہ اس نے سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کروایا اور یہی نہیں بلکہ اپنے انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لیے آپ کے سینے کو چاک کر کے دل اور جگر کو نکالا (بدر کی لڑائی میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں جو اس کے قریبی رشتہ دار مارے گئے، ان کے بدلے میں اس نے نذر مانی تھی کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کو ختم کراؤں گی اور پھر اس کے جگر اور دل کا ہار بنا کر گلے میں پہنوں گی تب میرا دل ٹھنڈا ہوگا)

یہ کام اس نے کیا لیکن جب ایمان لائی تو اس نے کہا کہ چند لمحے پہلے دنیا میں کسی اور سے اتنی زیادہ نفرت نہیں تھی جتنی آپ اور آپ کے پورے گھرانے سے تھی اور اب ایمان اور آپ ﷺ کو دل سے قبول کرنے کے بعد میں محسوس کرتی ہوں کہ آپ کے لیے دل میں جو مقام ہے وہ اور کسی کے لیے نہیں۔ مگر یہ یاد رکھیں کہ محبت کی یہ جو اعلیٰ اور پاکیزہ ترین قسم ہے، جو ایمان سے پھوٹتی ہے اور ایمان کی بنیاد پر پیدا ہوتی ہے جس میں وہ ساری باتیں جن کا ذکر ہوا، شامل ہوتی ہیں اور عقیدے پر ہوتی ہے، یہ اطاعت اور فرمانبرداری کے بغیر مکمل نہیں ہوتی، وہ ایمان جس کے ساتھ عمل، اطاعت اور فرمانبرداری بھی ہو، اس سے یہ محبت دل میں آتی ہے۔

نبی کریم ﷺ سے محبت کی عجیب مثال

اس صحابی کا واقعہ تو مشہور ہے:

اس نے آ کر کہا، حضور ﷺ! میں آپ کو اپنی جان، مال اور اولاد سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں، آپ ﷺ کو دیکھے بغیر مجھے چین نہیں آتا، گھر اور کاروبار میں ہوتا ہوں، یاد آتی ہے تو سب کچھ چھوڑ کر آپ ﷺ کی خدمت میں آ جاتا ہوں، جب محبت کا یہ جوش ہوتا ہے تو مجھے ایک فکر ہوتی ہے کہ مرنے کے بعد جنت میں، میں آپ کو دیکھ سکوں گا یا نہیں، آپ ﷺ کے ساتھ رہ سکوں گا یا نہیں، جنت میں چلا بھی گیا، آپ تو انبیاء کے ساتھ اونچے درجات پر ہوں گے، میں آپ کو کیسے دیکھوں گا، اب تو میں سب کچھ چھوڑ کر جس وقت چاہتا ہوں آ جاتا ہوں، وہاں کیا ہوگا؟

آپ ﷺ نے خاموشی اختیار کی جواب آپ نے نہیں دیا، بلکہ آیت کی شکل میں جواب عرش عظیم سے آیا، قرآن مجید کی سورۃ نساء میں آج تک موجود ہے اور قیامت تک رہے گا، آپ ﷺ نے صحابی کو آیت پڑھ کر سنا دی:

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا﴾. [النساء: ٦٩]

جو اطاعت اور فرمانبرداری کرے اللہ اور رسول کی تو یہ لوگ جنت میں ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی انعام ہوا، انبیاء اور انبیاء کے قریب ترین ساتھی اور ان کی تصدیق کرنے والے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جیسے لوگ اور بڑے بڑے شہداء و صالحین۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے نبی محترم ﷺ کی سچی، حقیقی محبت عطا کرے اور آپ کی اطاعت کر کے اس محبت کو صحیح معنوں میں مضبوط بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

☆......☆......☆

حضرت عیسیٰ المسیح علیہ السلام کب پیدا ہوئے؟ مروجہ کیلنڈر کی حقیقت کیا ہے؟

تحریر: جناب رانا محمد شفیق خاں پسروری

نیا سال (2014ء) شروع ہو چکا ہے۔ یہ سال جس مروجہ کیلنڈر کے مطابق شروع ہوا ہے وہ یونیورسل حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ (عرف عام میں سمجھا جاتا ہے کہ اس کو حضرت عیسیٰؑ کی ولادت کے حساب سے وضع کیا گیا تھا)۔ اس کیلنڈر کے علاوہ ہمارے ہاں سن ہجری بھی رائج ہے جو رسول اکرم ﷺ کی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کے مطابق ترتیب دیا گیا تھا (اس کا سن 1435ھ ہے)۔ ایک دیسی کیلنڈر بھی چلتا ہے جس کے مطابق یہ سال (جو چل رہا ہے) 2070ب ہے۔ تبت میں مہاتما بدھ کے نروان حاصل کرنے سے سن کا آغاز ہوتا ہے۔ چین میں کوانگ ہشو کا سال ہے۔ جرمن ریاستوں نے 1700ء میں اپنا کیلنڈر بنایا تھا۔ (اس سے قبل جرمن لوگ وقت کی تقسیم سفر کی دوری سے ناپتے تھے۔ مثال کے طور پر ایک شہر سے دوسرے شہر کی دوری 10 دن کی مسافت پر ہے تو وہ مستقبل کے 10 دن شمار ہوتے، پچھلے شہر کی مسافت ماضی کے دن شمار ہوتے)۔ پرانے جرمنی میں اسی طرح وقت کی تقسیم ہوتی تھی۔ لیبیا کے حکمران معمر قذافی مرحوم نے اپنے ہاں وفات النبیؐ کے لحاظ سے کیلنڈر بنا رکھا تھا۔ اگر وہ زندہ اور حکومت میں رہتے تو ان کے مطابق موجودہ سال 1382 ہوتا، (حالانکہ سن ہجری کے مطابق وفات النبیؐ کے لئے 1425 ہونا چاہئے)۔ اسی طرح انہوں نے اس سال کے مہینے بھی الگ بنا رکھے تھے۔ جن کے مطابق پچھلا مہینہ ''الکانون'' ہوتا جبکہ اس سے پچھلا مہینہ ''الحارث'' ہوتا۔

پتھروں کے زمانے سے وقت کی تقسیم کے پیمانے مختلف رہے ہیں۔ زیادہ تر اقوام چاند کے طلوع وغروب سے وقت کی تقسیم کرتی تھیں۔ یہ تقسیم آسان تھی اور اسی کو اسلام میں رواج ملا۔ بعد میں وقت کی تقسیم سورج کے سالانہ سفر کے مطابق کی گئی تو یہ بات سامنے آئی کہ ایک سال 365 دن، پانچ گھنٹوں، 48 منٹ اور 46.1 سیکنڈ کا ہوتا ہے۔ اس حساب سے ایک ماہ کم از کم 29 دن، 12 گھنٹوں، 44 منٹ اور 2.8 سیکنڈ پر مشتمل ہوگا۔

مروجہ کیلنڈر (عیسوی کیلنڈر) یورپ کی فتوحات اور دنیا کے اکثر علاقوں کے یورپی کالونیاں بننے سے پوری دنیا میں پھیل گیا اور 1900ء (بعد از مسیح) میں ایک طرح سے یونیورسل کیلنڈر بن گیا۔ 1900ء بعد از مسیح کا سال، چین میں کوانگ ہشو کا 26واں، تبت میں 2444واں، یہودیوں میں 5661 واں سال تھا۔ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کا سال 354 دن کا ہوتا ہے یا ان کا نیا سال 17 اپریل سے شروع ہوتا ہے۔

ہمارے ہاں جو یونیورسل کیلنڈر رائج ہے، اس کے مطابق یہ 2014ء کا سال ہے جو شروع ہوا ہے مگر جدید تحقیق کے مطابق یہ ہندسہ صحیح نہیں۔ نیو یارک سے 1979ء میں شائع ہونے والی کتاب

"In search of historic jesus" by I roddy and C.E.Sellier'' کے صفحہ 32 سے 34 تک بحث ہے کہ ''اس کیلنڈر میں حساب کے دوران پانچ سال کی غلطی ہو چکی ہے''۔ یعنی موجودہ سال 2014ء نہیں، بلکہ 2020ء ہو گا۔ 2000ء کے آخر میں پاکستان کے ایک ماہنامہ میں جرمن سے ایک صاحب نے مکتوب لکھا تھا اور بتایا تھا کہ ''سن 526ء مسیح میں روما کی حکومت نے وقت کے بڑے پادری ''ڈیونیس ایکسی گس'' (Dionysius Exiguss) کو ذمہ داری سونپی کہ وہ ایک کیلنڈر تیار کرے جو عیسوی کیلنڈر کہلائے۔ مگر بڑے پادری کے حساب میں غلطی ہوگئی اور وہ حضرت عیسیٰؑ کی زندگی کے پانچ سال کھا گیا۔ یعنی محققین کی رائے کے مطابق حضرت عیسیٰؑ 6 سال قبل مسیح میں پیدا ہوئے تھے اور ہم ڈیونیس ایکسی گس کے بتائے کیلنڈر کے مطابق زندگی بسر کر رہے ہیں''۔ ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ

مسیحی اشاعت خانہ 36 فیروز پور روڈ لاہور کی شائع کردہ کتاب ''قاموس الکتاب (لغات بائبل مولفہ ایف ایس خیر اللہ (پادری) میں لکھا ہے:

عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ سنہ عیسوی کا آغاز یسوع مسیح کی پیدائش کی تاریخ سے ہوا۔ مسیح کی پیدائش کی تاریخ یا سال کا صحیح علم کسی کو نہیں۔ غالباً ان کی پیدائش 753 رومی سال میں ہوئی۔ رومی کیلنڈر شہر رومہ کی بنیاد کے روایتی سال سے شروع ہوتا ہے۔ اسے A.U.C جو ab urbe Condita کا مخفف ہے جس کا مطلب ''شہر (رومہ) کی بنیاد سے'' پکارتے ہیں۔ اس رومی سال کے بارہ مہینے تھے جو 29 اور 30 دن کے ہوتے ہیں۔ ہر سال میں کچھ دنوں کا اضافہ کیا جاتا، تاکہ شمسی سال اور سرکاری سال میں ہم آہنگی قائم رہے۔ لیکن بعض رومی افسروں نے جن کی یہ ذمہ داری تھی کہ وہ حساب کر کے دنوں کا اضافہ کریں لاپرواہی کی۔ یوں قیصر یولیس Julius Caesar کے عہد میں شمسی اور سرکاری سال میں دو تین ماہ کا فرق پڑ گیا۔ قیصر یولیس نے اس فرق کو دور کرنے کے لیے رومی کیلنڈر کی اصلاح کی اور کوشش کی کہ نقطۂ اعتدال لیل ونہار یعنی موسم بہار کا وہ دن جب دن اور رات برابر ہوتے ہیں، 21 مارچ کو ہی آئے۔ اس نے یہ اصلاح سنہ 759، A.U.C کو کی۔ چنانچہ اسے پہلا یولین سال پکارا گیا۔ یہ تقریباً 45ق م تھا۔ یہ رومی کیلنڈر چھٹی صدی عیسوی تک استعمال ہوتا رہا۔ 525 عیسوی میں ایک راہب بنام ڈایونیسس اکسیکوس Dionysius Exiquus نے خیال پیش کیا کہ بجائے رومی سال کے عیسوی سال رائج کرنا چاہیے۔ یسوع مسیح کی پیدائش اس کے حساب کے مطابق A.U.C 753 میں ہوئی تھی۔ اس طرح اُس نے سنہ عیسوی کی بنیاد ڈالی۔ رفتہ رفتہ یہ کیلنڈر مقبول ہوا۔ لوگوں نے سالوں کا شمار اس تاریخ سے کیا اور یوں قبل از مسیح اور عیسوی سالوں کا حساب شروع ہوا۔ لیکن راہب موصوف سے حساب میں چند سالوں کی غلطی ہوئی کیونکہ مسیح کی پیدائش کا سال تعین کرنے کے لیے ذیل کی باتوں کو سامنے رکھنا ضروری ہے:

(1) یسوع مسیح ہیرودیس بادشاہ کی وفات سے پہلے پیدا ہوئے۔ (متی 2:19)

(2) لوقا 2:2 مین ذکر ہے کہ مسیح کی پیدائش

سوریہ کے حاکم کورنیس کے عہد میں پہلی اسم نویسی کے دوران ہوئی۔ یہ اسم نویسی 8 ق م میں ہوئی تھی لیکن اس میں ایک دو سال کی تاخیر ہوئی۔

(3) لوقا 2-1:2 سے ظاہر ہوتا ہے کہ یوحنا بپتسمہ دینے والے کی خدمت کا آغاز تبریس قیصر کے عہد کے پندرہویں سال میں ہوا۔ اگر تبریس نے 11 عیسوی میں حکومت کی پوری باگ ڈور سنبھالی تو یہ 26 عیسویں کا واقعہ ہے جب یوحنا نے خدمت شروع کی۔ مسیح اس وقت تقریباً 30 سال کے تھے۔ (لوقا: 33:3) سو اُن کی پیدائش 30 سال پہلے ہوئی، 26 میں 30 نکالنے سے ہم 5 ق م پر پہنچتے ہیں۔

(۴) مسیح کی زمینی خدمت کے دوران ہیرودیس کی ہیکل ابھی زیرِتعمیر تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا 20:2 کے مطابق ہیکل کو پاک کرنے کا واقعہ اُس کی تعمیر کے چھیالیسویں سال میں رونما ہوا۔ ہیکل کو ازسرِ نو 20 ق م میں تعمیر کرنا شروع کیا گیا تھا۔ یوں چھیالیسواں سال 26 عیسوی بنتا ہے۔ اس میں سے 30 سال منفی کریں تو ہم پھر 5 ق م کی تاریخ پر آتے ہیں۔ اس شہادت کی بنا پر ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ مسیح کی پیدائش 4 یا 6 ق م کے سال میں ہوئی ہوگی۔ (صفحہ نمبر: 548-547)

نومبر کے آخری ہفتے میں (25 نومبر 2012ء کے اخبارات کے مطابق) سابق پوپ بنی ڈکٹ نے اپنی نئی کتاب میں واضح کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تاریخ پیدائش 25 دسمبر اور جو پیدائشی سال مشہور ہے یہ صحیح نہیں۔ اس پر بعض حلقوں نے حیرانی کا اظہار کیا جبکہ ان کا کہنا ٹھیک ہے اور حقائق اسی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا کے مقالہ ''یسوع مسیح''(Jesus Christ) میں لکھا ہے کہ ''حیات مسیح پر لکھنے کی کوششیں ترک کر دی جائیں کہ اس کے لئے مواد موجود نہیں، ان کی زندگی کے ان دنوں کی تعداد 50 سے زیادہ نہیں جن کے متعلق ہمارے پاس کچھ ریکارڈ ہے''۔

ماضی قریب کے معروف انگریز مسیح مبلغ ڈین انجی (Dean Inge) نے بھی اپنی کتاب "Chrstian Ethics and Modern Problems" میں لکھا ہے کہ ''حضرت مسیحؑ کی کوئی حقیقی سوانح عمری کبھی نہیں لکھی گئی''۔ صرف انجیل میں حضرت عیسیٰؑ کے حالات و نظریات اور عقائد کا بیان ہے، مگر وہ حالات مفصل نہیں۔''

حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کے دن اور پھر اسی حوالے سے کیلنڈر کی تقویم کے بارے میں سوالات ایک اور وجہ سے بھی اُٹھ رہے ہیں۔ عام طور پر معروف ہے کہ آپ کی تاریخ پیدائش 25 دسمبر ہے اور پوری دنیا میں اسی حوالے سے کرسمس کا دن منایا جاتا ہے۔ جبکہ لوقا کی انجیل (باب 2 آیت 8) کے مطابق حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کے بارے میں لکھا ہے: ''اسی علاقے میں چرواہے تھے جو رات کو میدان میں رہ کر اپنے گلے کی نگہبانی کر رہے تھے''۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپؑ کی پیدائش کا موسم ایسا تھا کہ جب لوگ اپنے جانوروں کے ساتھ کھلے آسمان کے نیچے ہوتے تھے، جبکہ دسمبر کا مہینہ شدید سردی کا ہوتا ہے۔ فلسطین میں تو دسمبر بارش، سخت دھند اور برف باری کا مہینہ ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں ہے کہ حضرت مریم آپؑ کی ولادت کے وقت کھجور کے درخت کے نیچے گئیں۔ اس وقت کھجور پر پھل موجود تھا'' کھجور پر پھل کا موسم جون، جولائی میں ہوتا ہے۔ ایک عیسائی مفسر'' اے جے گریو ایم اے ڈی A.JGRAW.M.A.D'' تفسیر ''پیکن'' میں انجیل لوقا کے بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ'' یہ موسم ماہ دسمبر کا نہیں ہوسکتا۔ ہمارا کرسمس ڈے مقابلتاً بعد کی ایک روایت ہے جو کہ پہلے پہل مغرب میں پائی گئی۔'' اسی طرح بشپ جارنس اپنی کتاب (Rise of Christianity) میں تحریر کرتے ہیں کہ'' اس تعین کا کوئی قطعی ثبوت نہیں کہ 25 دسمبر ہی مسیح کی پیدائش کا دن ہے۔ اگر ہم لوقا کی کہانی پر یقین کر لیں کہ اس موسم میں گڈریئے رات کے وقت اپنی بھیڑوں کی نگرانی بیت اللحم کے قریب کھیتوں میں کرتے تھے تو ثابت ہوتا ہے کہ آپؑ کی پیدائش موسم سرما میں نہیں ہوئی کہ جب رات میں ٹمپریچر اتنا گر جاتا ہے کہ یہودیہ کے پہاڑی علاقے میں برفباری عام بات ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا کرسمس ڈے کافی بحث و تمحیص کے بعد 300ء میں متعین کیا گیا ہے''۔

ایک رسالہ ''مینار نگہبانی'' مجریہ جنوری 1999ء کے صفحہ 29 پر لکھا ہے: ''ہسٹری ٹو ڈے کے مطابق روم کے بادشاہ'' اورلین'' نے پال میرا کی ملکہ ''لوبیا'' کو شکست دینے کے بعد وہاں کے مندر سے سورج دیوتا کے مجسموں کو اٹھایا اور اپنے نئے بنائے گئے مندر میں رکھا تو 674ء میں 25 دسمبر کو سورج دیوتا کا تہوار منایا گیا۔ بعد ازاں جب روم کے حکمرانوں نے مسیحیت قبول کر لی تو یہی تہوار مسیح کے جنم دن کے طور پر منانے لگے تاکہ پرانے تہواروں کی مقبولیت سے فائدہ اٹھا کر دین مسیح کو رواج دیا جا سکے''۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ 25 دسمبر یوم ولادت مسیح کس بنیاد پر منایا جاتا ہے اور یہ دن بطور ولادت مسیح کس نے تعین کیا ہے؟ کیا مروجہ اناجیل میں کہیں یہ دن منانے کا کوئی حکم موجود ہے؟ حضرت عیسیٰ نے بذات خود اپنی زندگی میں 25 دسمبر بطور کرسمس ڈے منایا؟ اس کے بعد عیسیٰ کے حواریوں کو دیکھئے کیا انہوں نے کرسمس ڈے کا اہتمام کیا؟ حواریوں کو بھی چھوڑیئے سینٹ پال جس نے دین مسیح کی تجدید کی، اس کے خطوط میں بھی ایسا کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ تاریخ ولادت یسوع مسیح سے متعلق صحیح معنوں میں کوئی بھی باخبر نہیں۔ تاریخ دن تو دور مہینہ اور سال ولادت کا بھی حتمی علم نہیں۔

حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کی تاریخ اور جائے پیدائش غیر یقینی ہے۔ مرقس اور یوحنا اپنی انجیل میں کچھ نہیں لکھتے۔ ہماری معلومات کے ذرائع صرف یسوع مسیح کی پیدائش اور بچپن کے وہ از حد متضاد بیانات ہیں جن میں ایک طرف تو متی ابواب 1-2 کی وہ کہانی ہے جس میں یسوعؑ کی پیدائش اور بچپن کو ہیروڈ اول کے عہد اور اس کی حکومت بدلنے (۴ ق م) سے منسوب کیا گیا ہے اور دوسری طرف لوقا باب 2 کی رو سے یسوعؑ کی پیدائش شہنشاہ اوگسٹس کے عہد میں یہودیہ میں ہونے والی مردم شماری 6ء سے منسوب کی گئی ہے۔ اس بیان میں یہ بات از حد اہم ہے کہ ہیروڈ بادشاہ جس کے عہد میں اناجیل میں یسوعؑ کی پیدائش بیان کی گئی ہے، یسوعؑ کے پیدا ہونے سے تقریباً دس سال قبل مر چکا تھا۔ یسوعؑ مسیح کی تاریخ ولادت کا کہیں بھی پتہ نہیں چلتا۔ عہد نامہ جدید سے صرف یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس رات گڈریے بھیڑوں کو لئے ہوئے بیت اللحم کے کھیتوں میں موجود تھے لیکن انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں کرسمس ڈے کے آرٹیکل پر لکھنے والے نے اس پر تنقید کی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ ''دسمبر کا مہینہ تو ملک یہودیہ میں سخت سردی اور بارش کا مہینہ ہے،

ان دنوں میں کس طرح بھیڑیں اور گڈریے کھلے آسمان تلے رہ سکتے ہیں؟ پھر سوچنے کی بات ہے کہ شدید سردی اور برفباری کے اس مہینہ میں کھلے آسمان تلے نو مولود کو چرنی میں کیسے رکھا جا سکتا ہے؟''اس کے برعکس اگر آپ قرآن کریم کو دیکھیں تو اس سلسلہ میں سورۂ مریم پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت مریمؑ کو درد زہ کی تکلیف زیادہ بڑھی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت کی کہ کھجوروں کے تنے کو ہلا، تازہ پکی ہوئی کھجوریں تم پر گریں گی، وہ کھاؤ اور چشمہ کا پانی پی کر طاقت حاصل کرو۔ اب فلسطین میں موسم گرما کے وسط یعنی جون جولائی میں ہی کھجوریں پکتی ہیں۔ اس سے بھی یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت مریم کی ولادت جون یا جولائی کے کسی مہینے میں ہوئی تھی۔ ظاہر ہے گڈریے بھی گرمی کے موسم میں ہی بھیڑوں کو کھلے آسمان تلے چھوڑ سکتے تھے اور اس مہینہ میں نو مولود کو کپڑے میں لپیٹ کر چرنی میں رکھنا بھی کوئی معیوب نہیں۔ اگر ہم لوقا کی انجیل پر غور کریں تو بقول لوقا ''چھٹے مہینے'' فرشتہ نے مریمؑ کو خوشخبری دی کہ تو حاملہ ہو گی۔ چھٹے مہینے یعنی جون کے مہینے میں فرشتہ حضرت مریمؑ کو پیغام دیتا ہے کہ تو ''حاملہ ہو گی'' اگر ساتواں مہینہ حمل کا پہلا مہینہ گنا جائے تو ولادت اپریل کے آخر یا مئی کے شروع میں ہو گی، حمل دس ماہ کا بھی ہوتا ہے۔ اس طرح جون کا آخر یا جولائی کا شروع بنتا ہے۔ یعنی انجیلی بیان کے مطابق بھی 25 دسمبر تاریخ ولادت غلط ہو گی۔ حقیقت یہ ہے کہ رفع عیسیٰؑ کے چار صدیوں بعد تک 25 دسمبر تاریخ ولادت مسیح نہیں سمجھی جاتی تھی پھر سیتھا کے ایک راہب بنام ڈایونیشیس اکسی گوس (Monk dionysius exgus) 526ء کو تاریخ ولادت مسیح کی تحقیق پر تعین کیا گیا۔ اس نے اپنے حساب سے تاریخ ولادت متعین کر دیا اور اس کے بعد یہی حتمی تاریخ سمجھی جانے لگی کیونکہ حضرت عیسیٰؑ سے پانچ صدی قبل سے 25 دسمبر ایک مقدس تاریخ سمجھی جاتی تھی۔ بہت سے سورج دیوتا اسی تاریخ پر پیدا ہونے تسلیم کئے جا چکے تھے، اس لئے راہب نے آفتاب پرست اقوام میں عیسائیت کو مقبول بنانے کے لئے حضرت عیسیٰؑ کی تاریخ ولادت 25 دسمبر مقرر کر دی کیونکہ 25 دسمبر رومیوں کے ایک دیوتا کی یادگار، تہوار بھی تھا اور یہ ایک مقبول دن تھا اسی لئے اس تاریخ کو ترجیح دی گئی اور لوقا کے بیان کی طرف کسی نے ذرہ بھر توجہ نہ کی۔ پادری جی ٹی مینکی کی مشہور کتاب (The New bible hand book) کا اردو ترجمہ ''ہماری کتاب مقدسہ'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ پادری جی ٹی مینکی رقمطراز ہیں:

''مسیح یسوعؑ بیت لحم میں جو یروشلم سے چھ میل جنوب مغرب کی طرف ہے پیدا ہوا، گمان غالب ہے کہ یہ ٹھیک 25 دسمبر کا دن نہیں تھا، معلوم ہوتا ہے کہ سن عیسوی سے چند سال پہلے اس کی ولادت ہوئی''۔

جبکہ اشاعت خانہ 36 فیروز پور روڈ لاہور کی شائع کردہ کتاب ''قاموس الکتاب'' مؤلفہ ایف، ایس خیر اللہ کے ص 147-148 پر ہے کہ

کرسمس کا مروجہ نام (بڑا دن ہے) جو یوم ولادت مسیحؑ کے سلسلے میں منایا جاتا ہے، چونکہ مسیحیوں کے لئے یہ ایک اہم اور مقدس دن ہے، اس لئے اسے بڑا کہا جاتا ہے۔ رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کلیسیائیں اسے 25 دسمبر کو، مشرقی آرتھوڈوکس کلیسیا 6 جنوری کو اور آرمینیا کی کلیسیا 19 جنوری کو مناتی ہے۔

کرسمس کے تہوار کا 25 دسمبر پر ہونے کا ذکر پہلی بار شاہ قسطنطین کے عہد میں 325 عیسوی کو ہوا۔ یہ بات صحیح طور پر معلوم نہیں کہ اولین کلیسیائیں بڑا دن مناتی تھیں یا نہیں۔ تاہم جب سے یہ شروع ہوا یہ بڑا مقبول ہوا ہے۔ اگرچہ بعض رسومات جو مسیحی نہیں تھیں کرسمس سے منسوب کی گئی ہیں تاہم اب انہوں نے بھی مسیحی رنگ اپنا لیا ہے۔ مثلاً کرسمس ٹری (کرسمس کا درخت) اب اس سے یہ مراد لی جاتی ہے کہ یہ خدا کی طرف اشارہ کرتا ہے اور اس کی نعمتوں کی یاددہانی کراتا ہے۔

یاد رہے کہ یسوع مسیحؑ کی صحیح تاریخ پیدائش کا کسی کو علم نہیں۔ تیسری صدی میں اسکندریہ کے کلیمنٹ نے رائے دی تھی کہ اسے 20 مئی کو منایا جائے لیکن 25 دسمبر کو پہلے پہل روما میں اس لئے مقرر کیا تا کہ اس وقت کے ایک غیر مسیحی تہوار، جشن زحل کو Sarurnalia جو راس الجدی کے موقع پر ہوتا تھا پس پشت ڈال کر یسوع مسیح کی سالگرہ منائی جائے''۔

قاموس الکتاب کے مصنف پادری ایف ایس خیر اللہ لکھتے ہیں:

''عام خیال یہ ہے کہ عیسیٰ 1ء میں پیدا ہوئے۔ علماء انجیل کے مطابق انگریزی حرف A.D سے (جو Anno Domina کا مخفف ہے) مراد ہے ''ہمارے خداوند کا سال'' لیکن جب لوگوں کو بتایا جاتا ہے کہ عیسیٰ اس سے چار یا پانچ سال پہلے پیدا ہوئے تو انہیں تعجب ہوتا ہے۔ لیکن سچ تو یہ ہے کہ عیسوی کیلنڈر چھٹی صدی میں مرتب کیا گیا۔ (راہب ڈیوانیسئیس اکسی گوس (Mank dionysius exgus) نے 526ء میں حساب لگا کر سنہ عیسوی کا اعلان کیا لیکن بدقسمتی سے اس کے حساب میں چار سال کی غلطی رہ گئی، اس نے مسیح کی پیدائش رومی کیلنڈر کے سال 754ء میں رکھی لیکن ہیرودیس اعظم جس نے بیت اللحم کے معصوم بچوں کا قتل عام کیا تھا رومی سال 760 میں فوت ہوا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح کی پیدائش رومی 750 سے کم از کم چند ماہ پہلے ہوئی ہو گی۔ غالباً وہ رومی سن 749 کے شروع میں پیدا ہوئے یعنی 5 ق م کے آخر میں۔ جب اس غلطی کا پتہ چلا تو یہ ناممکن تھا کہ بے شمار چھپی ہوئی کتابوں میں اس کو درست کیا جائے، سو سنہ عیسوی کو یوں ہی رہنے دیا گیا''۔ (قاموس الکتاب ص 912)

اب اسی طرح کا بیان مستعفی پوپ بنی ڈکٹ نے بھی اپنی نئی کتاب The Infancy Narratives Jesus of Nazareth'' میں لکھ دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ مسیح کی تاریخ ولادت 25 دسمبر نہیں، کچھ اور ہے۔ اسی طرح ان کی پیدائش کا جو سال بتایا جاتا ہے وہ بھی صحیح نہیں، اس میں کئی برسوں کی غلطی ہے''۔ (پوپ بنی ڈکٹ کی کتاب میں اس متنازع بیان کے حوالے سے خبر اتوار 25 نومبر 2012 کے اخبارات میں شائع ہوئی تھی۔)

مندرجہ بالا حوالوں سے سوچ کے نئے زاویے اور تحقیق کے نئے دروازے کھل جاتے ہیں۔ لگتا ہے جس طرح معمر قذافی مرحوم نے وفات النبیؐ سے سال کا آغاز کیا تو عام مسلمانوں کے سن ہجری کے حساب سے بہت پیچھے رہ گئے، اسی طرح کسی عیسائی مؤرخ سے بھی ولادت حضرت عیسیٰؑ کے موسم میں غلطی ہو گئی تو کھلے موسم کی بجائے سردی کا مہینہ سامنے آ گیا۔ پھر غلطی کا یہ سلسلہ چلتا ہی رہا اور ابھی تک چل رہا ہے۔



نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ...... پیکرِ حسن و جمال!

تحریر: جناب مولانا لیاقت علی باجوہ

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

واحسن منك لم تر قط عيني
واحسن منك لم تلد النساء
خلقت مبرأ من كل عيب
كانك قد خلقت كما تشاء

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تم سے زیادہ حسین میری آنکھ نے کبھی دیکھا نہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا خوبصورت کسی عورت نے جنا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے عیب پیدا ہوئے گویا کہ جیسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بنا دیا۔" سیدنا ابوالطفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((كان ابيض مليح الوجه)) (مسلم: ٢٣٤٠) "آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفید اور خوشنما چہرے والے تھے۔"

((كان وجهُ رسول الله مثل السيف)) (دارمی/ مقدمه، رقم: ١٠) "آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تلوار کی طرح چمکتا تھا۔"

ایک شخص نے سیدنا جابر بن سمرہؓ کے پاس کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تلوار کی طرح تھا۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ((لا بل كان مثل الشمس والقمر مستديرا)) (مسند احمد: ۱۰۴/۵) نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک تو سورج اور چاند کی طرح گول یا گولائی مائل اور روشن تھا۔ اسی لیے کسی شاعر نے کہا ہے:

افلت شموس الاولين وشمسنا
ابدا على افق العلى لا تغرب

"پہلے لوگوں کے سورج غروب ہو گئے لیکن ہمارا سورج اُفق کی بلندیوں پر ہمیشہ چمکتا رہے گا۔"

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس آئے تو میں نے مسجد میں آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہا تو ((وهو يبرق وجهه من السرور)) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک خوشی سے چمک رہا تھا۔ سیدنا کعب رضی اللہ عنہ مزید فرماتے ہیں کہ جب آپ خوش ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک ایسے چمکتا: ((كانه قطعة قمر وكنا نعرف ذلك منه)) (بخاری رقم الحدیث: ٣٥٥٦) "گویا کہ چاند کا ٹکڑا ہے ہمیں آپ کی خوشی آپؐ کے چہرے ہی سے معلوم ہو جاتی تھی۔"

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کی شکنیں چمک رہی تھیں (یعنی ماتھے کی لکیریں چمک رہی تھیں۔) (بخاری: ۳۵۵۵)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ((مارأيت شيئا احسن من رسول الله كان الشمس تجرى فى وجهه)) (ترمذی، مناقب، باب ماجاء فى خاتم النبوة ص ٢٠٦، مسند احمد: ٢/ ٣٨٠) "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین و جمیل کسی چیز کو نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کے کیا کہنے! گویا آپ کے چہرۂ مبارک میں سورج چلتا ہے۔" ابوطالب نے کہا:

"وابيض يستقى الغمام بوجهه ثمال اليتمىٰ عصمة للارامل۔"

وہ گورے مکھڑے والا جس کے روئے زیبا کے واسطے سے ابر رحمت کی دعائیں مانگی جاتی ہیں، وہ یتیموں کا سہارا، وہ بیواؤں اور مسکینوں کا سرپرست ہے۔ سیدنا جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں فقراء پر صدقہ کرنے کی رغبت دلائی۔ صحابہ نے صدقات دیئے کوئی پیسہ لے کر آیا، کوئی اناج تو کوئی کپڑے حتیٰ کہ ((رأيت وجه رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يتهلل كانه مذهبه)) میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک دیکھا کہ اس طرح چمک رہا تھا جیسے سونا چڑھائی ہوئی کوئی چیز ہے۔ (تفصیل کے لئے صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب الحث علی الصدقۃ)

سیدنا ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ خندہ پیشانی والا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری زندگی کسی سے ناک بھوں نہیں چڑھایا۔ مسند احمد: ۷۷/۵)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بالاخانے میں پہنچے۔ جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے ایلاء کیا تھا۔ سیدنا عمرؓ فرماتے ہیں کہ آپ کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو آپ مسکرائے ((حتىٰ بسر فضحك وكان من احسن الناس ثغرا)) آپ مسکرائے اور ہنسے اور آپ کے دانت مبارک سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔ (مسلم: ۱۴۷۹)

لغات الحدیث میں ہے:

((كان ماء الذهب يجرى فى صفحة خده ورونق الجلال يطرد فى اسرة جبينه)) (لغات الحدیث مولانا وحید الزماں، مادہ ۸۵/۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک پر ایسا حسن و جمال اور چمک معلوم ہوتی تھی جیسے سونے کا پانی بہہ رہا ہے اور بزرگی و جلال کی رونق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کے خطوط میں جاری ہوتی۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک دفعہ عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگر ابوکبیر (ھذلی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کو دیکھ لیتا تو اسے پتا چل جاتا کہ اس کے اس شعر کے آپ زیادہ حق دار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ابوکبیر کا وہ کون سا شعر ہے؟ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا اس کا یہ شعر ہے جو اس نے اپنے بھتیجے تابط شر کے متعلق کہا تھا:

اذا نظرت الى اسرة وجهه
برقت كبرق العارض المتهلل

جب تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کے خطوط کو دیکھے تو ایسے چمکتے ہیں جیسے بادل میں بجلی چمکتی ہے۔ (حماسہ ص ۲۷، السنن الکبریٰ بیہقی ۴۲۲/۷، حلیۃ الاولیاء ۴۵/۲)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح اور حسن و جمال میں عام طور پر مشہور شاعر زہیر بن ابی سلمٰی کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے جو کہ زہیر نے ہرم بن سنان کی مدح میں کہا تھا:

لو كنت من شيء سوىٰ بشر
كنت المضئى لليلة البدر

یعنی اگر آپ بشر کے علاوہ اور مخلوق ہوتے تو چودہویں رات کو چمکنے والے چاند ہی ہوتے۔ (دلائل النبوۃ: ۳۰۱/۱)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح اس طرح کی ہے:

"امين مصطفى للخير يدعو كضوء البدر زائلة الظلام"

باقی صفحہ 10 پر

ذکرِ الٰہی کے ثمرات



جناب ڈاکٹر سجاد الٰہی

کچھ اعمال ایسے ہیں جن کا ادا کرنا بہت آسان اور سہل ہے، جبکہ ان اعمال کا اجر وثواب بہت زیادہ ہے۔ لیکن بدقسمتی سے ہم میں سے بہت لوگوں نے انہیں فراموش کر رکھا ہے۔ وہ اعمال ایسے ہیں کہ ہر مسلمان انہیں دن اور رات کی کسی بھی گھڑی میں ادا کر سکتا ہے۔ انہی اعمال میں سے ایک عمل اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو زیادہ سے زیادہ اپنا ذکر کرنے کا حکم دیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت زیادہ کرو اور صبح و شام اس کی پاکیزگی بیان کرو۔'' قرآن وسنت میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے کے لاتعداد فوائد وثمرات کو بیان کیا گیا ہے۔ ان میں سے 14 ثمرات کا ذیل میں ذکر کیا جارہا ہے۔

(1) اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے سے دل اطمینان و سکون حاصل کرتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ''جو لوگ ایمان لائے، ان کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں، یاد رکھو! اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے۔''

(2) بعض دل پتھر کی طرح سخت اور بے حس ہوتے ہیں۔ ان کی اس شقاوت قلبی کا علاج ذکر الٰہی میں پنہاں ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''بے شک ایمان والے ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کی آیات انہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیات ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔''

(3) انسان کیلئے عذاب الٰہی سے محفوظ رہنے کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ اس کی زبان ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہے۔ امام احمدؒ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو عمل انسان کو عذاب الٰہی سے (اس کے فضل کے بعد) سب سے زیادہ محفوظ و مامون رکھتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ہے۔''

(4) ذکر کرنے والے لوگ ثواب کے حاصل کرنے میں سب لوگوں پر سبقت لے جاتے ہیں۔ امام مسلم حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''(مفرد) سبقت لے گئے۔ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! (مُفرد) سے کیا مراد ہے؟ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں۔''

(5) اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرنے سے انسان نفاق سے محفوظ رہتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت تھوڑا کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ''اور جب وہ (منافق) نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں، وہ صرف لوگوں کو (اپنی نماز) دکھاتے ہیں اور ذکر الٰہی تو برائے نام کرتے ہیں۔''

(6) اللہ تعالیٰ ذکر کرنے والوں کا تذکرہ اپنے فرشتوں کی محفل میں فرماتے ہیں۔ حضرات ائمہ بخاری اور مسلم، حضرت ابوہریرہؓ سے رسول کریم ﷺ کا قول روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرا بندہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ہمراہ ہوتا ہوں۔ جب وہ خاموشی سے میرا ذکر کرتا ہے تو میں بھی خاموشی سے اسے یاد رکھتا ہوں، اور اگر وہ (میری رضا حاصل کرنے کیلئے) لوگوں کے سامنے میرا ذکر کرتا ہے تو میں بھی ان لوگوں کی مجلس سے افضل (فرشتوں کی) مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔''

(7) ذکر الٰہی میں مصروف رہنے والے اور اس سے غافل رہنے والے کی مثال اس طرح ہے جیسے اول الذکر زندہ اور آخر الذکر مردہ ہو۔ امام بخاریؒ حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا اور اس سے غافل رہنے والا، دونوں اس طرح ہیں جیسے ایک زندہ اور دوسرا مردہ ہو۔''

(8) اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا سونے اور چاندی کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے اعلیٰ اور افضل ہے۔ امام ترمذیؒ حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتلا دوں جو سب سے اعلیٰ ہو، تمہارے رب کے نزدیک سب سے برتر ہو، تمہارے درجات کو بلند کرنے والا ہو، تمہارے لیے سونے اور چاندی کو راہِ خدا میں خرچ کرنے سے افضل ہو اور تمہارے لیے اس جنگ سے بھی بہتر ہو جس میں تم دشمن کو قتل کرو اور وہ تمہیں قتل کرے؟ صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمیں ضرور ایسا عمل بتائیں (جو ان سب اعمال سے بہتر اور اعلیٰ ہو) رسول کریم ﷺ نے فرمایا: (ایسا عمل جو ان تمام اعمال سے بلند و بالا ہے) وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ہے۔''

(9) اللہ تعالیٰ کے اذکار میں سے ایک ذکر ایسا ہے کہ جس شخص نے وہ ذکر دس مرتبہ کیا گویا کہ اس نے چار آدمیوں کو آزاد کرنے کا ثواب حاصل کیا۔ حضرات ائمہ بخاری اور مسلم حضرت ابو ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے دس مرتبہ لا اله الا الله وحده لاشريك له، له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير پڑھا، اس شخص نے گویا کہ اسماعیل علیہ السلام کی نسل میں سے چار آدمیوں کو آزاد (کرنے کا ثواب حاصل) کیا۔''

(10) جس شخص کی زندگی کی آخری گھڑیاں ذکر الٰہی سے معمور ہوں گی، وہ جنت میں داخل ہو جائے گا اور جیسا کہ معلوم ہے کہ وہی شخص زندگی کی آخری گھڑیوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کر سکے گا جس نے ساری زندگی ذکر الٰہی میں بسر کی ہوگی۔ امام ابوداؤد حضرت معاذؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اپنی زندگی کے آخری الفاظ (لا الہ الا اللہ) کی صورت میں ادا کیے، پس وہ شخص جنت میں داخل ہوگیا۔''

(11) اذکارِ الٰہیہ میں سے ایک ذکر ایسا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک دن میں اسے سو مرتبہ کرے تو اس شخص

باقی صفحہ 21 پر



سائنس آج جن ترقیوں کا دعویٰ کر رہی ہے نبی کریم ﷺ نے 1400 سو سال قبل ان سب کی پیش گوئی فرما دی تھی۔ آپ ﷺ نے صبح قیامت تک وقوع پذیر ہونے والے تمام حالات وکیفیات کو ظاہر فرما دیا بلکہ مابعد قیامت کے واقعات بھی آپ نے بیان فرمائے۔ اب دنیا کے لئے کسی قسم کی کوئی تشنگی باقی نہیں رہی۔

انسانیت کی بھلائی اور انسان کی کامیابی کا راز انبیاء کرام پر ایمان لانے اور ان کی اتباع کرنے میں ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت رہی ہے کہ انبیاء کی اعلان نبوت سے پہلے کی زندگی کو اللہ تعالیٰ ان کے آئندہ امور کے لئے دلیل بناتا ہے۔ ان کی زندگی کا ہر لمحہ اور ہر پہلو اخلاق و کردار کا اعلیٰ نمونہ ہوتا ہے۔ ان کی ذات میں یا صفات میں یا افعال واقوال میں کوئی عیب یا نقص آنے نہیں پاتا۔ بلکہ انبیاء کرام سے ہمیشہ خیر ہی صادر ہوتی ہے، ان کا ہر عمل قوم کے لئے نمونہ ہوتا ہے۔ ان کے اخلاق و کردار، خوبیوں اور کمالات کو دیکھ کر قوم ان کی طرف مائل رہتی ہے اور ان کی بزرگی اور کمال کا اعتراف کرتی رہتی ہے۔ چنانچہ اعلان نبوت سے پہلے حضور پاک ﷺ کو صادق و امین کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ ہر ایک شخص آپ کے اعلیٰ اخلاق واعلیٰ کردار کا قائل تھا۔ ہر ایک آپ کی خوبیوں کو دیکھ کر متاثر تھا۔ یہی وجہ تھی کہ سارے لوگ آپ کے پاس اپنی امانتیں رکھواتے تھے اور جب کبھی کوئی نزاع کا موقع آ جاتا تو آپ کو حَکَم بناتے اور آپ کے فیصلے پر راضی ہوتے، تاریخ میں ایسی کئی مثالیں ملتی ہیں۔ چنانچہ قبل اعلانِ نبوت تعمیر کعبہ کا مسئلہ چل رہا تھا تو اس وقت حجر اسود کو نصب کرنے کے بارے میں اختلاف ہوا۔ اس کے بعد سارے قبائل نے آپ کو حَکَم بنایا اور آپ کے فیصلے پر سب راضی ہو گئے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ارشاد ربانی ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب:۲۱)

"بے شک تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ (کی سیرت) میں ایک اچھا نمونہ ہے۔"

سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کے بارے میں ارشاد ہے:

﴿وَمَن يَرْغَبُ عَن مِّلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَن سَفِهَ نَفْسَهُ﴾ (البقرۃ:۱۳۰)

"اور ایسا کون ہے جو ابراہیمؑ کے دین سے منہ پھیرے مگر وہی جس نے اپنے آپ کو احمق بنا لیا ہو۔"

یعنی آپ کی پاکیزہ تعلیمات اور بہتر سیرت سے وہی شخص منہ موڑ سکتا ہے جو بے وقوفی میں مبتلا ہے، ورنہ عقل و دانش رکھنے والا ایسی چیزوں سے اعراض نہیں کر سکتا۔ ہر قوم کو نبی کی ضرورت رہی ہے، آج دنیا جن مسائل سے دوچار ہے ان مسائل کا حل دنیا کی کسی طاقت کے پاس ممکن نہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو آخری نبی بنا کر مبعوث فرمایا، اب آپ کے بعد کسی نئے نبی کا کوئی امکان ہی نہیں۔ آپ کا دین عالمگیر دین ہے۔ آپ کی کتاب قیامت تک باقی رہنے والی ہے۔ آپ کی شریعت ہزار ہا انقلابات زمانہ کے باوجود ہر زمانے کے لئے یکساں مفید ہے۔ کائنات میں نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس انسانیت کے لئے نجات دہندہ ہے۔ آپ سے وابستگی میں دین و دنیا کی کامیابی ہے۔ آپ کی پاکیزہ تعلیمات پر عمل آوری میں امن عالم کی ضمانت ہے۔ آج کی دنیا کی ساری مادی ترقیاں بھی آپ کی لائی ہوئی کتاب قرآن مجید اور آپ کے فرمودات (حدیث شریف) کی مرہون منت ہیں۔ دنیا کو آپ کی ضرورت پہلے بھی تھی، اب بھی ہے اور آئندہ بھی رہے گی۔ دنیا نے ۱۴ صدیوں سے زیادہ عرصہ آپ کے دین، آپ کی شریعت، آپ کی کتاب اور آپ کی سیرت کے متعلق خوب تحقیق کر لی۔ اس طویل تحقیق میں ہدایت، خیر، بھلائی اور فضل و کمال ہی کو پایا، کوئی نقصان اور عیب نہ نکال سکی۔

ظہور اسلام سے پیشتر عرب مذہبی اعتبار سے بے راہ روی اور گمراہی کا شکار ہو گئے تھے، ان کے ہاں مذہب کی حیثیت چند بناوٹی اور خود ساختہ رسم و رواج کی حد تک محدود تھی۔ دین ابراہیمی کی صداقت امتداد زمانہ کے ساتھ یکسر بدل گئی تھی۔ صرف چند ماہ اور طریقے تھے، ان کو بھی اپنی خواہشات نفس کے مطابق تبدیل کر کے عمل کرنا شروع کر دیا گیا تھا۔ جس طرح طواف کی پاکیزگی کو ملیامیٹ کیا اور کئی گندگیاں اس میں شامل کر دیں اسی طرح دیگر مناسک کا حال تھا۔ دین ابراہیمی میں جو چیزیں خدائے وحدہ لاشریک کے لئے بتلائی گئیں تھیں، ان کو انہوں نے اپنے مشرکانہ عقیدہ کے تحت معبودان باطلہ کے لئے اختیار کیا اور ان کے لئے نذر و نیاز پیش کرنا شروع کئے اور اپنی ان گمراہیوں کو دین کا نام دینے لگے۔

قرآن مجید ان کی تردید کرتے ہوئے کہتا ہے:

﴿مَا جَعَلَ اللَّهُ مِن بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ وَلَٰكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَأَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ﴾ (المائدۃ:۱۰۳)

"اللہ نے نہ تو بحیرہ کو مقرر کیا ہے اور نہ سائبہ کو اور نہ وصیلہ کو اور نہ حام کو، لیکن جو لوگ کافر ہیں وہ اللہ پر جھوٹ بہتان باندھتے ہیں اور ان میں اکثر عقل نہیں رکھتے۔"

ایرانی قوم توحید سے خالی اور آتش پرستی و دیگر خلاف حقیقت چیزوں میں مبتلا تھی۔ وہ انسان کو نفع دینے والی چیزوں کو خدائی کا درجہ دے کر ان کی پوجا کیا کرتی تھی۔ روشنی، آگ، ہوا، پانی اور آسمان وغیرہ کو انسانی حیات کے لئے ضرورت اور فائدہ بخش تصور کیا جاتا۔ اس لئے ان کو خدائی کا درجہ دے کر ان کی پوجا کی جاتی اور کہیں نیکی کا خدا الگ اور بدی کا خدا الگ مانا جاتا۔ ان کا یہ تصور تھا کہ ایک ہی خدا خیر و شر کا خالق نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ دو متضاد چیزیں ہیں۔ اس لئے دونوں کے لئے الگ الگ خالق تجویز کئے اور اس کو اپنا مذہبی عقیدہ بنا لیا۔ (نعوذ باللہ)

آتش کدہ ایران مشہور زمانہ ہے۔ آگ کی پوجا اس لئے کی جاتی کہ اس کی پوجا کی وجہ سے آگ ان کو نہیں جلائے گی۔ برسہا برس آگ کو جلایا جاتا اور آگ کو بجھنے

نہیں دیا جاتا تھا۔ اس طرح کے مختلف اختراعی عقائد بنا لئے گئے اور اسی کو اپنا دین سمجھنے لگے۔ ایران اگرچہ حکومتی اعتبار سے اور معاشی وسیاسی اعتبار سے مضبوط و مستحکم تھا لیکن عقائد کی بگاڑ اور دیگر گمراہیوں سے پاک نہ تھا۔

دوسری طرف روم کی حکومت تھی۔ یہ بھی ترقی یافتہ حکومت کہلاتی تھی۔ سیاسی اعتبار سے بھی مستحکم تھی۔ روم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت سے پہلے مختلف عقائد ہوتے تھے۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے بعد یہاں کے باشندگان نے بڑی محنت اور کوشش سے عیسائی مذہب کو پھیلایا۔ آخر کار رومی سلطنت کا غالب اور عام مذہب عیسائیت ہو گیا۔ غرض بعثت نبویؐ سے قبل عرب اور اطراف عرب کی کیفیت یہ تھی۔

اس کے علاوہ دنیا کے دیگر ممالک اور علاقوں پر نظر ڈالی جائے اور ان کا تاریخی جائزہ لیا جائے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ دنیا میں کہیں بھی دین حق کی روشنی نہ تھی اور کوئی آسمانی مذہب یا آسمانی کتاب اپنی اصلی حالت پر باقی نہ تھی۔ ہر طرف باطل کا دور دورہ تھا اور ہر علاقہ کے لوگ اپنے فرسودہ نظام میں گرفتار تھے۔ کہیں بھی جمہوریت، حق وصداقت، عدل وانصاف کا نظام نظر نہیں آتا تھا۔ بادشاہ کی مرضی اور منشاء ہی دستور اور قانون وانصاف کہلاتا تھا۔

اس پرآشوب ماحول میں کہیں بھی امید کی کرن نظر نہیں آتی تھی۔ سماجی برائیاں، اخلاقی خرابیاں ہر علاقہ میں شکل بدل بدل کر نمایاں تھیں۔ گمراہی کا اندھیرا ایسا چھایا ہوا تھا کہ ہدایت کا سورج ان کی آنکھوں سے اوجھل تھا نہ کسی کو ہدایت کی فکر تھی اور نہ ہدایت کی تلاش۔ سارے عالم کا نظام اس طرح افراتفری میں مبتلا تھا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایسے وقت میں اپنے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا، آپ کی بعثت ساری کائنات کے لئے رحمت ہے۔ تاریخ انسانیت میں جتنے اخلاقی، روحانی اور اصلاحی انقلاب آئے وہ سب انبیاء کرام کے ذریعہ ہی آئے۔ کرۂ ارض پر انسانی صلاح وفلاح، تہذیب وتمدن اور ترقی وکامیابی انبیاء کرام ہی کی مرہون منت ہے۔

دعا ہے کہ اللہ کریم ہمیں اپنے نبی مکرم ﷺ کے فرمودات پر عمل کی توفیق دے۔ آمین!



منزل کی تمنا ہے تو کر جُہدِ مسلسل .... خیرات میں جُبہ ودستار نہیں ملتے

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے مرکزی وصوبائی وفد کا دورہ چنیوٹ

جامع مسجد مبارک اہل حدیث محلہ لاہوری گیٹ چنیوٹ میں جناب مولانا محمد نعیم بٹ سینئر نائب ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی زیر قیادت مرکزی وفد پہنچا۔ وفد میں امیر پنجاب جناب پروفیسر حافظ عبدالستار حامد اور میاں محمود عباس ناظم پنجاب شامل تھے۔ ضلعی ذمہ داران حضرات نے وفد کا پرجوش استقبال کیا۔

قاری محمد ایوب چنیوٹی ناظم ضلع چنیوٹ نے قائدین اور مقامی جماعتی احباب کا شکریہ ادا کیا، اس کے بعد قاری محمد اشرف کی تلاوت کلام پاک سے اجلاس کا آغاز ہوا۔

جناب مولانا محمد نعیم بٹ صاحب نے فرمایا کہ ہم اپنی جماعت کو متحرک اور فعال کرنے کی غرض سے دور دراز علاقوں کا سفر کر رہے ہیں اور اس سفر کو ہم اپنے لئے سعادت سمجھتے ہیں۔ آخرت میں اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کی امید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان اسفار کو ہمارے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین! جناب بٹ صاحب نے فرمایا کہ ہمیں مسلسل محنت کرنا ہے اور محنت اس انداز سے کرنا ہے کہ سب کو نظر آئے اور سب سے آگے بڑھنا ہے اور جرأت پیدا کرنا ہے تا کہ کوئی افسر آپ کو نظر انداز نہ کر سکے۔

مولانا نعیم بٹ صاحب نے اپنی جوانی کے بعض باطل شکن واقعات بھی سنائے جن سے سامعین بڑے محظوظ ہوئے اور ہمارے ایمانی جذبات میں اضافہ ہوا۔ (اللھم زدفزد) مولانا نعیم بٹ صاحب نے مرکزی قیادت کی تعریف کی اور اُن کو خوب خراج تحسین پیش کیا۔ بٹ صاحب کا خطاب نہایت ہی مؤثر، جاندار اور شاندار تھا۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث صوبہ پنجاب کے امیر پروفیسر حافظ عبدالستار حامد نے فرمایا کہ میں آج خطاب نہیں کروں گا بلکہ آج نعیم بٹ صاحب خطاب فرمائیں گے۔ مجھے کارکردگی رپورٹ پیش کریں تو راقم الحروف نے مختصر رپورٹ پیش کی۔ حضرت حافظ صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر کس قدر احسان عظیم ہے کہ ہمیں سچا سُچا اور باکمال مسلک عطا فرمایا ہے۔ مسلک کے لیے بے مثال محنت اور جدوجہد کی ضرورت ہے۔ آنے والے دنوں میں کام اور کارکردگی میں بہتری آنی چاہیے۔ رابطہ مضبوط کریں، بیت المال بنائیں، شعبہ تبلیغ اور شعبہ نشر واشاعت کو متحرک کریں۔ نیز حافظ صاحب نے فرمایا کہ مولانا نعیم بٹ صاحب 62 سال کی عمر میں کس قدر محنت کر رہے ہیں، آپ کو بھی اپنی جماعت کے لئے دن رات ایک کر دینا چاہیے اور فرمایا کہ بنیادی طور پر ہماری جماعت تبلیغی جماعت ہے تو پورے ضلع میں جماعت کی طرف سے پروگرام رکھنے چاہئیں۔

ناظم پنجاب میاں محمود عباس نے اپنے خطاب میں اجلاس کے انعقاد پر احباب جماعت کے ساتھ ساتھ امیر ضلع اور ناظم ضلع کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ دنیا میں واحد اہلحدیث جماعت ہے جسے یہ امتیاز اور اعزاز حاصل ہے کہ اس جماعت کا بانی کوئی عام انسان نہیں بلکہ اس جماعت کی تاسیس سید الاولین والآخرین جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے رکھی تھی۔ انہوں نے کہا کہ یہ جماعت صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور محدثین کا تسلسل ہے جن کی انتھک محنتوں اور کوششوں سے اسلام کا عالمگیر پیغام جہاں پوری دنیا میں پہنچا، وہاں برصغیر میں بھی پہنچا جس کی وجہ سے تقلیدی جمود ٹوٹا۔

آپ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ پاکستان بنانے میں بھی ہمارے اسلاف نے اہم کردار ادا کیا اور کہا کہ اب ہماری موجودہ قیادت حضرت الامیر علامہ پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ اور ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب اپنے اسلاف کی روایات کو دہراتے ہوئے ملک وملت اور جماعت کی بے مثال خدمات انجام دے رہی ہے اور قائدین کے حکم پر مولانا نعیم بٹ صاحب کی قیادت میں ہم مختلف اضلاع کا دورہ کر رہے ہیں تا کہ نچلی سطح سے لے کر اوپر تک جماعت کا مضبوط نظم قائم ہو۔ نوجوان، بوڑھے سب مرکز کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھیں اور اپنا کردار ادا کریں۔

اسی دوران نماز ظہر کا وقت ہو گیا۔ نماز کے بعد تمام حضرات کے کھانے کا اہتمام امیر ضلع جناب حاجی عبدالغفور صاحب نے کیا تھا۔ چوہدری عبدالغفور زاہد سرپرست پریس کلب کی سرپرستی میں صحافیوں کا وفد موجود تھا۔ قائدین نے پریس کانفرنس سے بھی خطاب کیا اور سوالوں کے جوابات دیے۔ یوں کارروائی مکمل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ آمین!

دعائے صحت

مرکزی جمعیت اہل حدیث سندھ کے ناظم پروفیسر مولانا محمد ابراہیم طارق کے والد صاحب ان دنوں بیمار ہیں۔ پوری جماعت سے اپیل ہے ان کی صحت یابی کے لیے خصوصی دعا فرمائیں۔

دعا گو:۔ حافظ صلاح الدین کاکا سندھ

امیر محترم پروفیسر ساجد میر کی تجاویز...... حقیقت کا ادراک اور کرنے کا کام!

وطن عزیز میں فرقہ وارانہ بنیاد پر قتل و غارت اور امن و امان کی بد حالی نے محب وطن حلقوں میں بے چینی کی لہر دوڑا رکھی ہے۔ اس ضمن میں جملہ مکاتب فکر کے اہل نظر ہمیشہ اصلاح احوال کی کوششوں میں لگے رہتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں حضرت الامیر علامہ پروفیسر ساجد میر صاحب نے فرقہ واریت کے خاتمہ کیلئے وزیر اعظم پاکستان کو تجاویز پر مشتمل خط ارسال فرمایا ہے۔ حضرت کے مذکورہ خط کی تفصیلات میڈیا سیل کے ذریعہ جب سے منظر عام پر آئی ہیں اس پر بحث جاری ہے جبکہ اہل بدعت کے ایوانوں میں زلزلہ برپا ہے۔ حضرت الامیر نے مذکورہ تجاویز میں یہ بھی تجویز کیا تھا کہ فرقہ واریت کے خاتمہ کیلئے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام کو عوامی سطح پر مشترکہ اجتماعات سے خطاب کرنا چاہئے تا کہ کوئی عملی کوشش نظر آسکے۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث جھنگ روڈ فیصل آباد کے رہنما سید عبدالغفار شاہ مشہدی نے اس سلسلہ میں پہل کی اور اتحاد اُمت سیمینار کے انعقاد کے لئے توجہ دلائی۔ لہٰذا مشاورت سے سید یاسر شاہ، حافظ شاہد اشرف، احمد وقاص، رانا عرفان ضیاء، عبدالماجد معاذ، عمر فاروق چوہدری پر مشتمل ایک آرگنائزنگ کمیٹی تشکیل دی گئی۔ 10 دسمبر کو مین بازار فردوس کالونی جھنگ روڈ فیصل آباد میں اتحاد اُمت سیمینار منعقد کیا گیا۔ جس میں جملہ مکاتب فکر کے علماء اور سیاسی رہنماؤں نے خطاب کیا۔ اخبارات نے درج ذیل اقتباسات شائع کئے:

روز بروز بڑھتی دہشت گردی کے خاتمہ کیلئے علماء اور سیاسی قائدین کو مل کر میدان عمل میں اُترنا ہوگا۔ مذہبی ہم آہنگی اور ملی یکجہتی سے ہی ملک میں امن و امان کی بحالی کا خواب پورا ہو سکتا ہے اور اس ضمن میں علامہ سینیٹر پروفیسر ساجد میر کی تجاویز رہنما اصول بنائی جا سکتی ہیں۔ ملک داخلی طور پر امن و امان کی مخدوش صورت حال سے دوچار ہے اور اس بدامنی نے ہر شہری کو نفسیاتی مریض بنا دیا ہے۔ علماء نے قیام پاکستان میں بھی تاریخی کردار ادا کیا تھا اور اب بھی قوم علماء سے اسی کردار کی امید رکھتی ہے۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث کے کارکنان اور قائدین امن و امان، ملکی استحکام کی ہر کوشش میں ہراول دستہ ہونگے۔ ان خیالات کا اظہار علماء کرام اور سیاسی قائدین نے گزشتہ رات یہاں مرکزی جمعیت اہلحدیث کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے اتحاد امت سیمینار میں کیا۔ اس سیمینار میں تمام مکاتب فکر کے علماء نے شرکت کی۔

مولانا عبدالصمد معاذ، ممبر سنٹرل ایگزیکٹو کونسل مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان نے سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے علامہ ساجد میر کی تجاویز کی تائید کی اور ان تجاویز پر قائد اہلحدیث کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے انہیں فرقہ واریت کے خاتمہ کا واحد علاج قرار دیا۔ آپ نے مزید کہا کہ کوئی بھی مسلک قتل و غارت اور افراتفری کی ترغیب نہیں دیتا۔ اسلام کے نام پر قوم کو مختلف نظریات میں اُلجھایا جا رہا ہے۔ فتویٰ بازی اور تکفیر کے نعرے عوام کو تقسیم کر رہے ہیں، مرکزی جمعیت اہلحدیث قوم کو اتحاد کیلئے قرآن و سنت پر اکٹھا کرنے میں اپنا کردار ادا کر رہی ہے۔

سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے مولانا محمد یوسف انور نائب امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان نے قیام پاکستان میں علماء کے تاریخی کردار پر روشنی ڈالی۔ ماضی میں مختلف فرقوں کے علماء کرام کے باہمی تعلقات کو مشعلِ راہ بنانے کی ضرورت پر زور دیا۔ اہل سنت کے ممتاز رہنما پیر جاوید اختر قادری نے سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے قائدین کو اتحاد بین المسلمین کیلئے اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔

پاکستان علماء کونسل کے صوبائی صدر حافظ محمد امجد نے سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے پروفیسر ساجد میر کی تجاویز کو سراہا۔ حافظ امجد نے مل کر اپنے مشترکہ دشمن بھارت، اسرائیل، امریکہ کا مقابلہ کرنے کیلئے قوم کو جگانے کی ضرورت پر زور دیا۔ سیمینار میں ایک قرارداد کے ذریعہ علامہ ساجد میر کی تجاویز کی روشنی میں فرقہ واریت کے خاتمہ کیلئے قانون سازی کا مطالبہ کیا گیا۔ ایک اور قرارداد میں سانحہ راولپنڈی، علامہ شمس الرحمٰن معاویہ اور علامہ جلبانی کے قاتلوں کی بے نقابی کا مطالبہ کیا گیا۔ سیمینار سے مرکزی جمعیت اہلحدیث فیصل آباد کے سرپرست مولانا محمد طیب معاذ، حافظ محمد اکبر جاوید سٹی ناظم، جماعت اسلامی کے رہنما ریاض احمد سعدی، جماعت الدعوۃ کے رہنما قاری عبدالشکور، قاری محمد حنیف بھٹی، میاں نذیر احمد، قاری محمد ارشد، مولانا عبدالخالق شاکر نے بھی خطاب کیا۔ سیمینار کے اختتام پر مولانا عبدالصمد معاذ نے سیمینار کے انعقاد میں تعاون پر سکیورٹی اداروں، صحافی حضرات اور شاہ صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ انتظامیہ کی طرف سے کھانے کا اہتمام تھا، مولانا محمد طیب معاذ کی دعائے خیر پر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

المرسل: سید یاسر شاہ مشہدی، فیصل آباد

دعائے صحت کی اپیل

☆ مولانا عبدالرشید اللہ والے خطیب ڈسٹرکٹ جیل قصور ان دنوں صاحب فراش ہیں۔ اسی طرح حضرت مولانا قاری بلال احمد خطیب جامع مسجد اہل حدیث المنیر ہ قصور عارضہ دل میں مبتلا ہیں اور پنجاب کارڈیالوجی سے علاج کرانے کے بعد گھر میں زیر علاج ہیں۔ احباب جماعت انہیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اللہ تعالیٰ ان کو صحت کاملہ عطاء فرمائے۔ آمین!

بقیہ: ذکر الٰہی

کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، اگرچہ ان کی کثرت سمندر کی جھاگ کی طرح ہی کیوں نہ ہو۔ حضرات ائمہ بخاری اور مسلم، حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے ایک دن میں سو مرتبہ (سبحان اللہ وبحمدہ) کہا، اس شخص کے تمام گناہ معاف کر دیئے گئے، اگرچہ وہ (تعداد میں) سمندر کی جھاگ کی طرح ہی کیوں نہ ہوں۔''

(12) متعدد اذکار میں سے ایک ذکر ایسا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ امام مسلم حضرت ابوذرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ بول نہ بتلادوں؟ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ بول (سبحان اللہ وبحمدہ) کہنا ہے۔''

(13) ایک ذکر ایسا ہے جسے جنت کے متعدد خزانوں میں سے ایک خزانہ کہا گیا ہے۔ حضرات ائمہ بخاری اور مسلم حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کا سراغ نہ دوں؟ حضرت ابوموسیٰؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے ضرور اس خزانے کا سراغ دیجئے، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: (جنت کا خزانہ) لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہنا ہے۔''

(14) جس محفل میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا جائے، وہ محفل قیامت کے دن اہل محفل کیلئے افسوس اور ندامت کا باعث بنے گی۔ امام ابوداؤد حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس محفل میں لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیے بغیر منتشر ہو جائیں، وہ محفل گدھے کے بدبودار مردہ جسم کی مانند ہے اور ایسی محفل قیامت کے دن اہل محفل کیلئے باعثِ ندامت اور افسوس ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا ذکر کرنے والوں میں شامل فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

قائدین اہل حدیث یوتھ فورس کا تنظیمی دورہ

اہلحدیث یوتھ فورس پاکستان کے سیکرٹری جنرل حافظ فیصل افضل شیخ نے دوسری مرتبہ جنرل سیکرٹری منتخب ہونے کے بعد اپنے طوفانی دوروں کا آغاز کر دیا۔ 15 دسمبر 2013ء بروز اتوار اپنے رفقاء کرام مولانا طارق محمود یزدانی، جناب نعمت اللہ ظفر، جناب اسرار محمود کے ہمراہ مندرجہ ذیل مقامات پر منعقد پروگرامز میں شرکت کی۔

رینالہ خورد: کائنات میرج ہال رینالہ خورد میں نفاذ اسلام کنونشن منعقد ہوا۔ کنونشن سے حبیب اللہ بھٹی، نعمت اللہ ظفر، علامہ طارق محمود یزدانی اور جناب حافظ فیصل افضل شیخ نے خطابات کیے۔ کنونشن کے انعقاد میں مقامی ذمہ داران اور کارکنان کی محنت قابلِ دید تھی، کنونشن ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔

اوکاڑہ: قافلہ حریت روف مارکیٹ کی جامع مسجد پہنچا۔ نفاذ اسلام یوتھ کنونشن میں جناب طاہر شیخ نے استقبالیہ پیش کیا۔ سٹی ناظم جناب مولانا عمر فاروق لکھوی، نعمت اللہ ظفر اور حافظ فیصل افضل شیخ نے خطابات کیے۔ ہال خوبصورت بینروں سے سجایا گیا تھا اس دوران فضا نعرہ تکبیر سے گونجتی رہی۔ یوتھ فورس سٹی اوکاڑہ نے قائدین کے اعزاز میں پرتکلف ظہرانہ دیا۔

خانیوال: اوکاڑہ سے قافلہ خانیوال کی طرف عازم سفر ہوا۔ بعد نماز مغرب مرکز الاسلامی الحدیث جامعہ سعیدیہ کے گلشن میں قائدین کے اعزاز میں خصوصی استقبالیہ کا پروگرام تھا۔ ڈاکٹر حافظ مسعود اظہر ضلعی صدر مولانا محمد ارشد عاجز، مولانا فاروق عدیل، مولانا اقبال عزیز، ضلعی امیر قاری سیف اللہ عابد، ضلعی ناظم سید عبدالغفار عتیق، محمد افضل زکریا سمیت سینکڑوں کارکنان نے خیر مقدم کیا۔ جامعہ کے در و دیوار خوبصورت تہنیتی کلمات پر مبنی بینرز سے مزین تھے۔ منعقدہ سیمینار سے ضلعی ناظم سید عبدالغفار، ڈاکٹر حافظ مسعود اظہر، جناب نعمت اللہ ظفر اور سالار قافلہ حافظ فیصل افضل شیخ نے ولولہ انگیز خطابات کیے۔

چیچہ وطنی: قائدین واپسی پر چیچہ وطنی میں چند لمحات کے لیے ممتاز عالم دین قاری محمد ابراہیم ظہیر کی ملاقات کے لیے پہنچے۔ اس موقعہ پر تحصیلی صدر حافظ محمد عبداللہ سلیم، ضلعی ناظم مولانا محمد یونس عثمانی بھی موجود تھے۔ تنظیمی و جماعتی امور پر تبادلہ خیال کیا۔

ساہیوال: بعد نماز ظہر جامع ثنائیہ سبزی منڈی ساہیوال پہنچے۔ نماز ظہر کے بعد حافظ فیصل افضل شیخ نے درس حدیث دیا۔ ضلعی دفتر میں سٹی یوتھ فورس اور مرکزیہ کے ذمہ داران کے ساتھ میٹنگ کی۔ اس موقعہ پر مولانا احمد یار صدیقی، سٹی امیر حاجی محمد شریف قاسم، قاری نذیر احمد، حاجی ہدایت اللہ، سٹی جنرل سیکرٹری شاہد عتیق فنانس سیکرٹری عبداللطیف موجود تھے۔

عارف والہ: وفد نے ساہیوال سے عارفوالہ کی طرف رختِ سفر باندھا۔ بھرپور قافلہ کی صورت میں استقبال کرتے ہوئے قائدین کو مرکزی جامع مسجد رحمانیہ لے کر پہنچے۔ یہاں منعقدہ اہلحدیث یوتھ کنونشن سے مولانا محمد یٰسین یزدانی، مولانا عبدالرزاق مشتاق، حافظ عبدالعزیز ربانی اور جناب نعمت اللہ ظفر۔ آخر میں جناب حافظ فیصل افضل شیخ نے ولولہ انگیز خطاب کیا۔

149/E.B: جب قافلہ 149/EB پہنچا تو جامعہ کے اساتذہ وطلبہ نے بھرپور خیر مقدم کیا۔ نماز مغرب کے بعد جامعہ اشاعۃ الاسلام کی مسجد میں درس قرآن ہوا۔

حافظ فیصل افضل شیخ نے یہاں مصائب و آلام کا حل کیسے ممکن ہے؟ کے عنوان پر بڑا علمی و اصلاحی درس دیا۔ درس حدیث کے بعد جامعہ کے مہمان خانہ میں تنظیمی اجلاس ہوا۔ جس میں ضلعی امیر جمعیت قاری محمد یحییٰ صابر، ضلعی ناظم رائے علی اصغر جوئیہ، قاری عبدالحمید محمدی خطیب جامعہ، شیخ الحدیث جامعہ قاری محمد یٰسین تبسم، حافظ عبدالعزیز ربانی، چوہدری ذیشان، تحصیلی سیکرٹری جنرل شاہ بہرام و دیگر کارکنان بڑی تعداد میں شریک ہوئے۔ چوہدری ذیشان صدر 149/E.B نے تمام ضلعی ذمہ داران اور مرکزی مہمانوں کے اعزاز میں پرتکلف عشائیہ دیا۔

ضروری وضاحت: اس شیڈول میں شدید دھند اور وقت کی کمی کے پیش نظر وہاڑی کا پروگرام ضلعی جنرل سیکرٹری حافظ حبیب الرحمٰن ضیاء کی مشاورت سے ملتوی کر دیا گیا اور طے شدہ پروگرام کے تحت جناب حافظ ذاکر الرحمٰن صدیقی علالت طبع کے باعث تشریف نہ لیجا سکے۔



افسوسناک واقعہ

گزشتہ دنوں اسلام آباد میں انتہائی افسوسناک واقعہ پیش آیا۔ جماعت کی انتہائی محترم شخصیت عبدالقیوم سڈل کو دن دیہاڑے اُن کے گھر واقع G-10 بلاک میں قتل کر دیا گیا۔ مرحوم کوٹلی لوہاراں کی انتہائی معزز مذہبی فیملی ڈاکٹر عبدالرؤف سڈل سابق ایم ایس گورنمنٹ علامہ اقبال ہاسپٹل سیالکوٹ کے بھائی تھے۔

مرحوم کی اہلیہ اور صاحبزادی بازار سے خریداری کر کے گھر واپس آئیں تو گھر کے گیٹ پر تین مسلح ڈاکو گن پوائنٹ پر ان کے طلائی زیورات اُتارنے لگے۔ عبدالقیوم صاحب نماز ظہر کے لیے مسجد جانے لگے تو گیٹ پر انہوں نے ڈاکو کو پیچھے سے دبوچ کر نیچے گرا دیا۔ ڈاکو نے گن سے فائرنگ کر دی۔ عبدالقیوم صاحب کو ۴ گولیاں لگیں، ایک گولی اُن کے بیٹے کو لگی۔ عبدالقیوم صاحب موقع پر انتقال کر گئے، اُن کا بیٹا زخمی ہوا، الحمدللہ وہ اب صحت یاب ہے۔ پولیس حسب روایت واردات ہونے کے کافی دیر بعد پہنچی اور تفتیش کر کے چلی گئی۔

مرحوم انتہائی شریف الطبع مخلص، تہجد گزار اور دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور اُن کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

ہمارا وزیر اعلیٰ پنجاب اور آئی جی پولیس پنجاب سے مطالبہ ہے کہ عبدالقیوم سڈل صاحب کے قاتلوں کو جلد گرفتار کر کے انہیں قرار واقعی سزا دی جائے۔

منجانب:۔ ڈاکٹر عبدالسمیع ناظم نشر و اشاعت تحصیل سیالکوٹ

دعائے صحت

عبدالرحمٰن عظیم مغل صاحب سیکرٹری مالیات مرکزی جمعیت اہلحدیث سٹی گوجرانوالہ کے بڑے بھائی جناب عبدالوحید مغل صاحب فراش اور شالیمار ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں۔ احباب جماعت سے ان کے لئے دعائے صحت کی اپیل ہے۔

منجانب:۔ عبدالرحیم قریشی ناظم مرکزی جمعیت اہلحدیث پنجاب

اوکاڑہ کے ذمہ داران اور اہلحدیث مدارس کے مدیران کے نام

مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب کے زیر اہتمام ضلع اوکاڑہ کے اہل حدیث دینی مدارس کے طلبہ کا علمی، فکری اور تربیتی کنونشن بتاریخ 12 جنوری 2014ء بروز اتوار بوقت صبح 11 بجے ''دارالحدیث اوکاڑہ'' ساہیوال روڈ اوکاڑہ شہر زیر صدارت پروفیسر حافظ عبدالستار حامد امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث پنجاب منعقد ہو رہا ہے۔ ان شاء اللہ

آپ سے درخواست ہے کہ اس طلبہ کنونشن میں تشریف لا کر ہماری عزت افزائی فرمائیں۔ از حد شکریہ

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ والسلام

میاں محمود عباس

ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہلحدیث پنجاب 0300-4473973

اخبار الجماعۃ

کاروانِ ختم نبوت ہے رواں

عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کا بنیادی اور اہم جزء ہے۔ جس کا تحفظ ہر صاحب ایمان مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ مسلک اہلحدیث کا یہ امتیاز ہے کہ اہلحدیث ختم نبوت کے حقیقی محافظ ہیں اور ہر دور میں منکرین ختم نبوت کے خلاف میدان عمل میں اہلحدیث برسرِ پیکار رہے ہیں اور آج بھی اگر کوئی ختم نبوت کا حقیقی محافظ ہے تو وہ اہلحدیث ہیں۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کی زیر سرپرستی عالمی تحریک ختم نبوت کے ذمہ داران اس عقیدہ کے تحفظ کیلئے کوشاں رہتے ہیں۔ لہٰذا اس بابرکت مشن کی آواز کو گھر گھر پہنچانے کیلئے مرکزی جمعیت اہلحدیث صوبہ پنجاب اور عالمی تحریک ختم نبوت اہلحدیث کے ذمہ داران تبلیغی میدان میں اپنی خدمات پیش کر رہے ہیں جن کی رپورٹ نذر قارئین ہے:

ختم نبوت کورس خانیوال: 6 اکتوبر بروز اتوار چک نمبر 68/10-R کی مرکزی جامع مسجد اہلحدیث میں ختم نبوت کورس کا انعقاد کیا گیا جو بعد میں ایک عظیم الشان کانفرنس کا روپ دھار گیا جس میں مولانا عبدالستار بخاری نے عقائد مرزا، مفتی کفایت اللہ شاکر نے عقیدہ ختم نبوت، مولانا حافظ محمد عثمان شاکر نے سیرت النبیؐ اور پروفیسر میاں عبدالمجید نے اتباع سنت کو موضوع سخن بنایا جبکہ مناظر اسلام پروفیسر محمد اکرم نسیم جھ نے بھی شرکت کی۔

ختم نبوت کانفرنس عارف والا جامع مسجد توحید اہلحدیث عارفوالہ میں 26 اکتوبر کو ختم نبوت کانفرنس ہوئی جس میں مولانا محمد اکرم نسیم جھ نے حیات مرزا اور مفتی کفایت اللہ شاکر نے عقیدۂ ختم نبوت پر گفتگو کی۔ یہ پروگرام مولانا ذکریا یزدانی کی زیر نگرانی منعقد ہوا اور اس میں مولانا محمد یحییٰ صابر اور ذوالفقار احمد جوئیہ سمیت جماعت اور یوتھ فورس کے قائدین و کارکنان کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔

پاکپتن بعد نماز فجر پروگرام نماز فجر کے بعد مفتی کفایت اللہ شاکر نے درس قرآن ارشاد فرمایا اور مولانا پیر عبدالرحمٰن کی طرف سے علماء کرام کیلئے بہترین ناشتہ پیش کیا گیا۔

بورے والا بعد نماز مغرب 27 اکتوبر بروز اتوار بوریوالہ میں نماز مغرب ادا کی اور بابائے تبلیغ کے فرزند ارجمند مولانا زبیر عامر گورداسپوری اور پوتے چوہدری سہیل اظہر سمیت بابائے تبلیغ کے مقتدیوں سے ملاقات کی اور بابائے تبلیغ کے بکھرے ہوئے نوادرات کو دیکھا۔

وہاڑی بعد نماز عشاء جامعہ ریاض الجنۃ اہلحدیث میں منعقد ہونے والی تاریخ ساز کانفرنس میں مولانا عبدالحفیظ مظہر نے عقیدہ ختم نبوت، شیر پنجاب مولانا منظور احمد نے مسلک اہلحدیث پر اور حافظ محمد یوسف پسروری نے خطاب فرمایا۔

اہلحدیث کانفرنس بشیر میرج گارڈن وشاد باغ لاہور میں 23 نومبر بروز ہفتہ مولانا پروفیسر مطیع اللہ باجوہ کی زیر نگرانی اہلحدیث کانفرنس بسلسلہ تحفظ ختم نبوت وعظمت صحابہ منعقد ہوئی جس میں مولانا عبدالحفیظ مظہر، علامہ عبدالرزاق ساجد، مولانا زبیر عامر گورداسپوری، مولانا عبدالمنان راسخ اور مفتی کفایت اللہ شاکر نے شاندار تقاریر فرمائیں نیز مولانا حافظ عمر صدیق نے آخری خطاب فرمایا، یہ ہال کثرت شرکاء کے باعث تنگی داماں کا مظہر تھا۔

رپورٹ:۔ حافظ رانا محمد بلال ربانی

سیرت النبیؐ اجتماعات زیر اہتمام A.Y.F ضلع ساہیوال

☆ مرکزی جامع مسجد اہل حدیث میر داد معانی، 9 جنوری بروز جمعرات، قاری ابوبکر صدیق۔

☆ جامعہ محمدیہ نورشاہ، 11 جنوری بروز ہفتہ، قاری محمد حسن سلفی

☆ جامع مسجد اہل حدیث 72 ایل اسلام نگر، 16 جنوری بروز جمعرات، قاری غلام مصطفیٰ۔

☆ جامع مسجد اہل حدیث بڑا وکیل، 18 جنوری بروز ہفتہ، قاری ناصر محمد ثاقب۔

☆ جامع مسجد قباء 184/9 ایل، 23 جنوری بروز جمعرات، قاری انعام اللہ عثمانی۔

☆ جامع مسجد اہل حدیث 150/9 ایل، 25 جنوری بروز ہفتہ، قاری محمد شبیر انجم۔

☆ جامع مسجد اہل حدیث 151/9 ایل، 26 جنوری بروز اتوار، قاری عابد منیر۔

☆ جامع مسجد قدس اہل حدیث اڈا کیر، 30 جنوری بروز جمعرات۔

نوٹ: تمام پروگرام بعد نماز عشاء ہوں گے۔

شعبہ دعوت وتبلیغ اہل حدیث یوتھ فورس تحصیل ساہیوال

تبلیغی پروگرام

زیر اہتمام مرکزی جمعیت اہلحدیث راوی ٹاؤن لاہور، 3 دسمبر کو خان ہوٹل بیگم کوٹ لاہور میں منعقد ہوا۔ جس میں مولانا منظور احمد، حافظ محمد اعجاز اور مولانا محمد نواز عاجز نے خطابات کیے۔

(مولانا) پیر محمد مشتاق گل ناظم تبلیغ راوی ٹاؤن لاہور

انتقال پرملال

مولانا محمد یٰسین صدیقی کو صدمہ!

مولانا محمد یٰسین صدیقی خطیب ملکوال (منڈی بہاؤالدین) کے والد گرامی حضرت مولانا میاں محمد عظیم خطیب چک پنڈی لالہ موسیٰ ضلع گجرات مورخہ 20 دسمبر 2013ء بروز جمعۃ المبارک جہانِ فانی سے کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کی نماز جنازہ چک پنڈی کی جامع مسجد میں علامہ حافظ طارق محمود یزدانی امیر ضلع گجرات نے پڑھائی، نماز جنازہ میں مقامی احباب کے علاوہ ملکوال منڈی بہاؤالدین، لالہ موسیٰ، گجرات شہر اور گردونواح سے سینکڑوں افراد نے شرکت کی۔ ان میں مولانا محمد یحییٰ واہلہ، عبدالوہاب عابد، حافظ عمر، مولانا حافظ شعیب، خالد سیف الاسلام، حکیم رشید احمد رڑیالوی، مولانا غضنفر سلفی، حافظ عبدالشکور گوندلوی، مولانا عبدالرحمٰن رڑیالوی، قاری نعیم الرحمٰن (گوجرانوالہ)، علامہ اعجاز رحمانی، حافظ عبداللہ طاہر، ڈاکٹر عبدالرؤف (منڈی بہاؤالدین)، حاجی ارشد جاوید و دیگر علماء کرام کے اسماء گرامی قابل ذکر ہیں۔

امیر تحصیل سیالکوٹ کو صدمہ

گزشتہ دنوں تحصیل سیالکوٹ کے امیر مولانا قاری خورشید عالم کے والد محترم رضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند اور سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ مرحوم کی نماز جنازہ مولانا صوفی عبدالعزیز نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں احباب جماعت اور اہل علاقہ نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین!

دعا گو:۔ ڈاکٹر عبدالسمیع ناظم نشر واشاعت تحصیل سیالکوٹ

● ☆ کوٹلی لوہاراں مغربی جماعت کے مخلص ساتھی محمد آصف وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

☆ 28 دسمبر مرکزی جمعیت اہلحدیث سیالکوٹ کے نہایت مخلص بزرگ چوہدری محمد اسلم علی مسجد حاجی پورہ بن والے انتقال کر گئے۔ مرحوم انتہائی نیک اور جماعت کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے اور مسلک کی بڑی تڑپ رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ چوہدری صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

شریک غم:۔ قاری لیاقت علی باجوہ

● 19 دسمبر 2013ء جمعرات کو شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف حفظہ اللہ کے دیرینہ ساتھی محمد سرور بن محمد ابراہیم راجووال قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، نہایت ملنسار، خوش اخلاق، افعالِ خیر میں سبقت کرنے والے، شب بیدار اور سلفی علماء سے عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔ ان کی وفات سے جماعت اور مولانا صاحب کو بہت صدمہ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خطائیں فرما کر جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین!

دعا گو: عنایت اللہ امین مدرس دار الحدیث راجووال

● حافظ محمد عبداللہ افضل ناظم جامعہ عائشہ للبنات (اہلحدیث) گوجرہ کے نانا جان انتقال کر گئے۔ جنہیں نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد 298 والے قبرستان گوجرہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث تحصیل گوجرہ کے رہنماؤں ڈاکٹر محمد حسن، مولانا عبدالقادر عثمان، صوفی محمد دین عاجز، ملک محمد اسلم آزاد، محمد سرفراز حسن نے مرحوم کے انتقال پر اظہار تعزیت، دعائے مغفرت اور پسماندگان کیلئے صبر جمیل کی دعا کی ہے۔

منجانب: محمد سرفراز حسن گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ

● مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل گوجرہ کے رہنما ڈاکٹر محمد حسن کے بہنوئی اہلحدیث یوتھ فورس گوجرہ کے رہنما محمد سرفراز حسن کے پھوپھا جان محمد شریف انتقال کر گئے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، نیک اور شریف انسان تھے۔ مرحوم کو نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد سینکڑوں سوگواروں کی موجودگی میں کوٹرا ں والا قبرستان گوجرہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ نماز جنازہ مولانا عبدالقادر عثمان صاحب نے پڑھائی۔ جنازہ میں ہر مکتب فکر کی شخصیات نے شرکت کی۔ قارئین سے مرحوم کی مغفرت کیلئے دعا کی اپیل ہے۔

مبارک باد

☆ جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحیم اشرف صاحب، امیر فیروز وٹواں
☆ جناب پروفیسر ڈاکٹر سعید احمد چنیوٹی (آف فیصل آباد) ممبر مرکزی مجلس شوریٰ
☆ جناب پروفیسر ڈاکٹر ابوبکر اظہر صاحب آف فیروز وٹواں
☆ جناب پروفیسر ڈاکٹر محمود احمد صاحب آف فیروز وٹواں

کو ماہ دسمبر 2013ء میں یکے بعد دیگرے پی ایچ ڈی کی ڈگری جاری ہونے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے **مبارک باد** پیش کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ رب ذوالجلال ان کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائے اور انہیں دین ومسلک اور ملک وقوم کی خدمت کی توفیق دے۔ آمین!

منجانب: **محمد عمران مجاهد** ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث فیروز وٹواں (ضلع شیخوپورہ)

طبی کورسز

آج بے شمار ڈاکٹرز، حکماء اور مختلف ادویہ ساز ادارے مختلف طبی کورسز مشتہر کر رہے ہیں لیکن استعمال کرنے پر یا تو مرض وقتی طور پر دب جاتا ہے یا مرض نہ صرف پہلے سے بڑھ جاتا ہے بلکہ ساتھ اور علامات بھی واضح ہو جاتی ہیں چنانچہ میں نے اپنے 40 سالہ طبی کیریر میں لاکھوں مریضوں پر آزمانے کے بعد 100 فیصد کامیاب طبی کورسز تیار کیے ہیں اور ساتھ ہی ان چار چیزوں کی گارنٹی دیتا ہوں۔ ان میں کوئی نشہ آور دوائی نہیں ہے۔ ان میں کوئی زہریلی دوائی نہیں ہے۔ ان میں کوئی کشتہ شدہ دوائی نہیں ہے ان میں کوئی ایلوپیتھک دوائی نہیں ہے جس لیبارٹی سے چاہیں چیک کروالیں۔

میرا طبی پس منظر یہ ہے کہ میں فاضل الطب والجرحت رجسٹرڈ درجہ اول ہوں دوا ایوارڈ ایک گولڈ میڈل لے چکا ہوں طبیہ کالج کا سابقہ لکچرار ہوں نظریہ مفرد اعضاء کے تحت چالیس سالہ تجربہ ہے۔ ادویہ ساز اداروں کا ناظم اعلیٰ اور مختلف مطبوں اور مختلف اجتماعات پر بطور حکیم لاکھوں مریضوں کا علاج کر چکا ہوں۔

ہمارے پندرہ روزہ کورسز درج ذیل ہیں۔

1	شوگر	11	خواب میں ڈرنا	21	کمی خون	31	بواسیر	41	السر	51	اماس
2	سلسل البول	12	بول بستری	22	بال گرنا	32	اعضاء کا سن ہونا	42	کولسٹرول	52	یرقان
3	سوکڑہ	13	نکسیر	23	بال سفید ہونا	33	کیرا	43	تقطیر البول	53	استسقا
4	بے خوابی	14	دمہ	24	بال چر	34	مالیخولیا	44	امراض زنانہ	54	دل میں سوراخ
5	موٹاپا	15	نقرس	25	گنجاپن	35	مینشن	45	امراض مردانہ	55	بے اولادی زنانہ
6	نزلہ	16	وجع المفاصل	26	مہرے ہل جانا	36	رعشہ	46	پتھری	56	بے اولادی مردانہ
7	بال بیٹا	17	تحجر المفاصل	27	تشنج و کزاز	37	مرگی	47	ضعف جگر	57	ہیموفیلیا
8	عصابیہ	18	گنٹھیا	28	برص	38	دل کا دورہ	48	ضعف قلب	58	لیوکیمیا
9	لقوہ	19	عرق النساء	29	رسولیاں	39	اپھارہ	49	ضعف دماغ	59	تھیلیسیمیا
10	شقیقہ	20	ذیابیطس	30	ٹی بی	40	بلڈ پریشر	50	جنون	60	نامردی

☆ کورسز بذریعہ ڈاک منگوانے کے لیے رقم پہلے بھیجیں۔
☆ ملاقات کرنے کے لیے فون پر پہلے وقت لے لیں۔
☆ شناختی کارڈ نمبر 35103-1466875-3
☆ اکاؤنٹ نمبر حبیب بنک (عمرآباد) 13487900227901
☆ اکاؤنٹ نمبر میزان بنک (پتوکی) 7001-0101053034

حکیم حاجی عبدالکریم بھٹی، نئی منڈی حبیب آباد تحصیل پتوکی ڈویژن لاہور فون: 0345-7545119, 0313-7545119

دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاول پور میں داخلہ کا آغاز
(سپرنگ سمسٹر 2014)

MPhil Regular Programs: Arabic, Islamic Studies	**PhD Regular Programs:** Arabic, Islamic Studies
MPhil/ Distance Education Programs: Arabic(فاصلاتی)	**PhD Distance Education Program:** Arabic(فاصلاتی)

Schedule:

Last date for submission of application forms	15-01-2014
GAT-General (for MPhil/MS/MSc (Hons)/LLM)	26-01-2014
Interview in the respective Departments	31-01-2014

For Details Visit:
http://www.iub.edu.pk/
http://www.iub.edu.pk/press/2013/jan/mphil_25_12_13.php

Note: This information has been published here voluntarily by a well-wisher, just to update & guide the interested.

Well- Wisher: alfauz.islamic.centre@gmail.com

زیرِ اہتمام ساجد میر فری ڈسپنسری اوکاڑا

بتاریخ 11 ربیع الاوّل 1435 2014 بعد نماز مغرب ان شاء اللہ بمقام: کمپنی باغ اوکاڑا

سولہویں سالانہ سیرۃ رحمۃ للعالمین ﷺ کانفرنس

عظمت رسول ﷺ

زیر سرپرستی
بقیۃ السلف حضرت مولانا محمد یوسف صاحب راجووال
سرپرست مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع اوکاڑا

با اصول باضمیر
ساجد میر
ساجد میر

خصوصی آمد
محترم جناب میاں محمود عباس صاحب
ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہلحدیث پنجاب

محترم جناب حافظ ذاکر الرحمٰن صدیقی صاحب
صدر اہلحدیث یوتھ فورس پاکستان

زیر امارت
محترم جناب مولانا ابراہیم خلیل صاحب
امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث ضلع اوکاڑا

زیر نگرانی
حضرت مولانا محمد بن اسماعیل صاحب
امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث تحصیل اوکاڑا

ڈاکٹر اظہر حویلی

بقیۃ السلف حضرت مولانا عبد اللہ یوسف صاحب
امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث شہر اوکاڑا

زیرِ صدارت
حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ شاکر صاحب
ناظم تبلیغ مرکزی جمعیت اہلحدیث پنجاب

کنوینئرز
عبد العزیز فہد بن عبد السمیع
محمد زید یزدانی اوکاڑوی
عبد الاعلیٰ بن مولانا عبد العزیز اوکاڑوی
عبد الودود سلفی بن مولانا عبد العزیز
محمد علی حسن بن عبد السمیع اوکاڑوی

خطاب بعد نماز مغرب
شیرِ اسلام حضرت مولانا منظور احمد صاحب گوجرانوالہ
نائب ناظم مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان

پروفیسر عبد الرحمٰن محسن صاحب راجووال
سینئر نائب امیر ضلع اوکاڑا

محبوبِ عوام حضرت مولانا حافظ محمد یوسف پسروری صاحب آف لاہور
نائب ناظم مرکزی جمعیت اہلحدیث پنجاب

خطیب لاثانی حضرت مولانا حافظ صاحبزادہ عبد العلیم یزدانی صاحب آف جھنگ
نائب امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان

رائے حق نواز کھرل
نائب ناظم ضلع اوکاڑا

مولانا محمد عبد اللہ قاسم
امیر تحصیل رینالہ

محترم جناب حکیم ظفر اللہ قمر لکھوی صاحب
ممبر ڈویژنل امن کمیٹی

مقررِ ذیشان حضرت مولانا حافظ عبد الرؤف یزدانی صاحب گوجرانوالہ

محبوبِ عوام حضرت مولانا قاری محمد یٰسین بلوچ صاحب خطیب پتوکی
نائب امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث ضلع اوکاڑا

محبوبِ عوام حضرت مولانا قاری محمد خالد مجاہد صاحب خطیب اعظم پتوکی

مولانا محمد اسماعیل راشد صاحب
امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث تحصیل دیپالپور

محمد سعید رضا
صدر بنگلہ گوگیرہ

مولانا محمد حسین مدنی
سکھیرہ

محبوبِ عوام حضرت مولانا حافظ بنیامین عابد صاحب
مرکزی رہنما مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان

واعظِ شیریں بیان حضرت مولانا حافظ محمد عثمان شاکر صاحب
مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان

خطیب ابن خطیب حضرت مولانا رانا خلیق خان پسروری
بن مناظر اسلام مولانا محمد رفیق پسروری
ناظم ذیلی تنظیمات مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

میاں محمد صادق گل صاحب
ناظم مرکزی جمعیت اہلحدیث تحصیل دیپالپور

فرزند حضرت مولانا عبد اللہ گورداسپوری
حضرت مولانا زبیر عامر گورداسپوری صاحب آف بوریوالا

واعظِ خوش الحان حضرت مولانا عبد الحفیظ مظہر صاحب
عالمی تحفظ ختم نبوت اہلحدیث پاکستان

واعظِ خوش الحان حضرت مولانا احمد حسن ساجد صاحب
خطیب بنگلہ گوگیرہ

واعظِ شیریں بیان حضرت مولانا حافظ انعام اللہ عثمانی صاحب
تحصیل اوکاڑا
جنرل سیکرٹری A.Y.F

چوہدری محمد اسماعیل صاحب
ناظم مالیات مرکزی جمعیت اہلحدیث ضلع اوکاڑا

میاں شفاء اللہ
بی ایم اے فارما اوکاڑا

حافظ ندیم ربانی صاحب
ناظم مرکزی جمعیت اہلحدیث تحصیل اوکاڑا

مولانا سید احمد شاہ
ناظم تحصیل رینالہ

قاری ابوبکر صدیق صاحب
صدر A.Y.F ضلع اوکاڑا

ملک محمد سلیم صاحب
جنرل سیکرٹری A.Y.F ضلع اوکاڑا

محترم جناب عمر فاروق لکھوی صاحب
ناظم مرکزی جمعیت اہلحدیث شہر اوکاڑا

محمد عبد اللہ ظہیر صاحب
سینئر رہنما A.Y.F سٹی اوکاڑا

منجانب
عبد السمیع اوکاڑوی ناظم مرکزی جمعیت اہلحدیث ضلع اوکاڑا
ممبر ڈسٹرکٹ امن کمیٹی اوکاڑا
چیئرمین ساجد میر عبد العزیز فری ڈسپنسری اوکاڑا
0300-7539012 0343-6505260

ضلعی دفتر مین گلی بستی مہر دین
نزد گرڈ اسٹیشن دیپالپور چوک اوکاڑا

سالانہ نعت رسول ﷺ کانفرنس

فقید المثال

بانی الجامعات
علماء کرام کے محسن و مربی
حضرت مولانا حافظ عبدالرزاق سعیدی رحمہ اللہ

زیر اہتمام
مرکزی جمعیت اہل حدیث
اہلحدیث یوتھ فورس سٹی فاروق آباد

زیر امارت
حضرت مولانا عبدالباسط شیخوپوری حفظہ اللہ
امیر مرکزیہ ضلع

زیر سرپرستی
صاحبزادہ قاری زاھد محمود سعیدی
نائب ناظم ضلع شیخوپورہ

مہمان گرامی
محترم جناب حافظ عزیز الرحمن عزیز بن شیخ القرآن شیخوپوری

چاچا جی عبدالغنی سعیدی

محترم سعید ساجد صاحب

زیر نگرانی
صاحبزادہ راشد محمود سعیدی صاحب

صدارت
جناب محترم مشتاق سیٹھی صاحب

بمقام دارالعلوم رحمانیہ رجسٹرڈ اڈا لاریاں فاروق آباد

12 ربیع الاول 2014 بعد نماز ظہر تا مغرب

مجاہد ملت مناظر اسلام
مولانا الشیخ سید طیب الرحمن زیدی حفظہ اللہ
خطیب اعظم راولپنڈی

شیر پنجاب جناب محترم حضرت مولانا منظور احمد صاحب حفظہ اللہ
گوجرانوالہ

خطیب اسلام مقرر دلنشین حضرت مولانا عبداللہ نثار صاحب

جناب حافظ ضیاء الرحمن اوکاڑوی

جناب حافظ عزیز الرحمن اسد صاحب

مہمانان گرامی

حضرۃ مولانا محمد اسحاق اوکاڑوی صاحب حفظہ اللہ

تلاوت
قاری محمد انس سلفی صاحب
قاری محمد عمران سلفی صاحب مدرس جامعہ ہذا

محترم صاحبزادہ پروفیسر ناصر محمود سعیدی صاحب

ملک سردار محمد صاحب امیر مرکزیہ سٹی
میاں محمد رفیق عرف صاحب سرپرست AYF سٹی
حاجی محمد یوسف صاحب رحمانی AYF سٹی
میاں بشیر صاحب تیل والے
میاں عبدالحفیظ صاحب تیل والے
ملک محمد یوسف ظفر صاحب
شیخ محمد عارف صاحب
حافظ محمد ارشد صاحب حافظ آباد

چوہدری عبدالرحمن کمبوہ صاحب سیکرٹری مرکزیہ سٹی
حاجی مدثر نعیم صاحب مالیات مرکزیہ سٹی
غلام رسول ڈوگر صاحب سیکرٹری AYF سٹی
ملک محمد داؤد اختر صاحب
حاجی عبدالعزیز بھولا صاحب
چوہدری عمر حیات صاحب
محمد شفیق الرحمن سندھی صاحب
ڈاکٹر حافظ ضیاء اللہ صاحب

انتظامیہ

ماسٹر افضل عباس • ماسٹر ابوبکر • ماسٹر عبدالماجد (اساتذہ کرام عصری علوم جامعہ ہذا) • بنیامین شاکر حافظ نعیم الرحمن صاحب • شیخ محمد ایوب • محمد راشد عباس • عبدالغفور گجر • مرزا ابوبکر کالبے والے • حافظ عباد اللہ • شیخ حافظ محمد ارشد بن شیخ محمد یونس • شیخ محمد طارق چمڑے والے • خالد محمود سعیدی • شیخ محمد عرفان چمڑے والے • مرزا بلال کالبے والے • مرزا محمد عمران بن مرزا شریف • مرزا محمد سعد کالبے والے • شیخ محمد یوسف چمڑے والے • محمد رفیق بھولا • عبدالستار باورچی • حافظ زاہد محمود بن مستری محمد اسلم بھٹی • سر صہیب • محمد مبشر حیات ندھاوا • مرزا عکاشہ کالبے والے • میاں سعد مربہ والے • عبدالرحمن خان • ملک عابد علی • قاری حفیظ الرحمن ساجد • محمد ابوبکر عباس کریانے والے • طارق محمود احمد جج

حضرت جناب محترم مولانا محمد اشرف ربانی ناظم تبلیغ سٹی فاروق آباد
جناب محترم حضرت مولانا محمد سلیمان اثری نائب امیر مرکزیہ پنجاب
حضرت جناب محترم مولانا عبدالستار انجم صاحب ناظم تحصیل شیخوپورہ
حضرت جناب محترم مولانا سمیع اللہ ساجد صاحب
حضرت جناب محترم مولانا محمد شریف غازی منارہ ناظم تبلیغ ضلع شیخوپورہ
جناب محترم مولانا محمد رفیق طاہر صاحب
جناب محترم مولانا مجاہد امان اللہ صاحب

خادم الجامعات صاحبزادہ شاہد محمود سعیدی دارالعلوم رحمانیہ رجسٹرڈ اڈا لاریاں فاروق آباد
0333-4278240
0301-4680156
0333-4122329
0334-4074008

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بمقام

مرکز اہلحدیث رحمانیہ رشید پورہ پاکستان منٹ آخری جی ٹی روڈ لاہور

ماہ ربیع الاول 1435 کے

عظیم الشان

خطباتِ جمعۃ المبارک

موضوع

3 جنوری 2014 کا جمعۃ المبارک — اطاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

10 جنوری 2014 جمعۃ المبارک — ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

17 جنوری 2014 جمعۃ المبارک — وفات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

24 جنوری 2014 جمعۃ المبارک — پیغام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

خواتین کیلئے پردہ کا انتظام ہوگا

قاری القرآن واعظ خوش بیان

پاسبان قرآن سنت مناظر اسلام

حضرت مولانا حافظ محمد مصطفیٰ اصادق صاحب حفظہ اللہ

خطیب و مہتمم مرکز رحمانیہ اہلحدیث رشید پورہ

سیرت پیغمبر اعظم اہلحدیث کانفرنس

11 ربیع الاول 1435 بعد نماز عشاء

سابقہ روایات کے مطابق امسال بھی مرکز ہذا میں پورے تزک و احتشام سے منعقد ہوگی ان شاءاللہ جس میں پنجاب کے مختلف ضلعوں سے علماء وخطباء جماعت شرکت فرمائیں گے

تفصیلی اشتہار کا انتظار فرمائیں

مرکز ہذا کے جملہ تعلیمی شعبہ جات میں داخلہ جاری ہے

شعبہ حفظ القرآن الکریم للبنین والبنات

شعبہ درس اسلامی للبنات

شعبہ ترجمۃ القرآن الکریم خواتین

تجربہ کار منتظمین مشفق و قابل اساتذہ

فرقہ واریت سے پاک ماحول

ہمارا کام خدمت مسلمین واسلام

الداعی الی الخیر

مرکزی جمعیۃ اہلحدیث و اہلحدیث یوتھ فورس

رشید پورہ لاہور 0300 4122638

عبدالستار پرنٹنگ پریس

0300-0320-0333-4110657

جامع مسجد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اہلحدیث صدر بنگلہ گوگیرہ ضلع اوکاڑہ میں

بسلسلہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

خطباتِ جمعۃ المبارک

آغاز خطبہ جمعۃ المبارک 12:30 بجے ان شاء اللہ

زیر اہتمام اہلحدیث یوتھ فورس یونٹ حسین رضی اللہ عنہ ابن علی رضی اللہ عنہ

3 جنوری 2014 کا خطبہ جمعۃ المبارک: ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

10 جنوری 2014 کا خطبہ جمعۃ المبارک: آمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

17 جنوری 2014 کا خطبہ جمعۃ المبارک: احترام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

24 جنوری 2014 کا خطبہ جمعۃ المبارک: پیغام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مداح رسول ﷺ قاری القرآن

حضرت قاری مولانا احمد حسن ساجد صاحب حفظہ اللہ فیصل آبادی

خطیب مسجد ھذا

ارشاد فرمائینگے ان شاء اللہ

کابینہ AYF بنگلہ گوگیرہ: محمد سعید رضا، ملک کاشف امانت، عبدالعزیز زرگر، قاری عبیداللہ راشد مدرس مسجد ھذا محمد حسین پاکستانی، ملک محمد راشد، مقبول احمد الفت، عبدالعزیز اعوان، شاہد اقبال، محمد عثمان، محمد ہارون

مرکزی جمعیۃ اہلحدیث و اہلحدیث یوتھ فورس صدر بنگلہ گوگیرہ

0300-9891717, 0300-7954795

0321-8332355, 0321-6970716

0300-6682616

Weekly **AHL- E - HADITH**

106, Ravi Road Lahore (54000)

Email: Weeklyahlehadith@yahoo.com

WEBSITE :www.ahlehadith.org

CPL No 116

Head Office: 042-37729933

Fax: 042-37725525

Weekly Ahl-e- Hadith 042-37720257

Paigham Tv:042-37722876

زیر اہتمام

مرکزی جمعیت اہلحدیث یوتھ فورس داروغہ والا لاہور

مرکز ابوہریرہ اہلحدیث بلال کالونی داروغہ والا لاہور

پروفیسر علامہ ساجد میر صاحب حفظہ اللہ

امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان

زیر صدارت

الحاج میاں محمد جمیل صاحب

قائد تحریک دعوت توحید پاکستان

فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالکریم صاحب حفظہ اللہ

ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہلحدیث

بتاریخ 12 ربیع الاول 1435

صبح 11 بجے تا نماز عشاء

19 ویں سالانہ عظیم الشان

ختم نبوت کانفرنس

ان شاء اللہ

زیر سرپرستی

مولانا محمد یونس آزاد صاحب

الحاج محمد طیب

محمد اظہر فراش

نعت رسول مقبول

حافظ فداء الرحمن طیب صاحب

جناب عبدالوہاب صدیقی صاحب

تلاوت

قاری سعید اللہ سعید

حاجی نذیر احمد صاحب

حاجی عبدالرزاق

قاری مشتاق احمد

ڈاکٹر عبدالرحمن صدیقی

فیصل فضل شیخ

حافظ عبدالغفار

محمد زمان اللہ خان

محمد منظور الٰہی

محمد عمران

اسٹیج سیکرٹری

حافظ شفیق الرحمن زاہد

مقررین

محمد حنیف ربانی

عبدالعلیم یزدانی

محمد حسین مدنی

محمد نعیم بٹ

محمد یوسف پسروری

محمد نواز چیمہ

عبدالستار حامد

میاں محمود عباس

احمد علی توحیدی

عبدالغفور راشد

عبدالمتین

تنویر قاسم

بابر فاروق

محمد ارشد

عبدالرحمن زاہد

محمد مصطفی

محمد اشرف

محمد یسین ظفر

خالد جاوید

شہباز حسن

عبدالوحید

یوسف شاہ

محمد ابراہیم

محمد بلال

محمد ایوب گجر

طاہر اقبال

محمد یحیی

وسیم حسین شاہ

صلاح الدین

عبدالرحمن

عبدالغفار

عبدالرؤف

مبشر رشید

عبدالرشید

امانت الرحمن

محمد حنیف مدنی

محمد شفیق

0423 6851945

ممبران مرکز ابوہریرہ اہلحدیث داروغہ والا لاہور